بسم اللہ الرحمن الرحیم
ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا
"اور جسے حکمت (علم دین) عطا ہوئی تو بے شک اسے بڑی ہی خیر عطا ہوئی"
جواہر الرشید
یعنی
ہزاروں زریں ملفوظات میں سے منتخب
صد پند لقمان
علماء و مفتیان کرام، اساتذہ و مشایخ عظام، طلبہ و صلحاء اور اہل تبلیغ کی خدمت میں
گلِ صد برگ
ملفوظات
۹
فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
ناشر
کتاب گھر
ناظم آباد ۴ — کراچی ۷۴۶۰۰
www.besturdubooks.net

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا
"اور جسے حکمت (فہم دین) عطا ہوئی تو بے شک اسے بڑی ہی خیر عطا ہوئی۔"
جواھر الرشید
یعنی
ہزاروں زریں ملفوظات میں سے منتخب
صد پند لقمان
علماء و مفتیان کرام، اساتذہ و مشایخ عظام، طلبہ و صلحاء اہل تبلیغ کی خدمت میں
گلِ صد برگ
ملفوظات
۹
فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

نام کتاب ⟵ جواہر الرشید جلد تاسع

ملفوظات ⟵ فقیہ العصر مفتیٔ اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

تاریخ طبع ⟵ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ

مطبع ⟵ فون:6642832 فیکس:6676425

ناشر ⟵ الرشید

ملنے کا پتہ

کتاب گھر السادات سینٹر بالمقابل دار الافتاء والارشاد

ناظم آباد۔ کراچی

فون نمبر.....۶۶۸۳۳۰۱ فیکس نمبر.....۶۲۳۶۶۶ - ۰۲۱

فاروق اعظم کمپوزرز

فہرست مضامین — جواہر الرشید "جلد تاسع"

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

صفحہ	عنوان
۷۸	⑧⑤ امام کے دائیں طرف کھڑے ہونا
۷۹	⑧⑥ دشمنوں سے حفاظت کا نسخہ
۸۰	⑧⑦ دنیا کیا ہے؟
۸۰	دنیا کی مثالیں
۸۱	⑧⑧ صحبت اولیاء
۸۲	⑧⑨ خدمات دینیہ پر تنخواہ
۸۲	⑨⓪ عوام کے فریب کا تدارک
۸۳	⑨① تکلیف کا اخفاء
۸۳	⑨② باہم معاملات میں احسان
۸۳	⑨③ کافر دنیا کے ظاہر کو دیکھتا ہے
۸۴	⑨④ قتل کی سزا میں حکمت
۸۵	⑨⑤ گناہوں سے نہ روکنے کے فسادات
۸۶	⑨⑥ آخرت کے تاجر
۸۶	⑨⑦ اسم جلالہ پر مد تعظیم
۸۸	⑨⑧ حزب البحر
۸۹	⑨⑨ نعمتوں کے درجات
۸۹	❶ ضرورت
۹۰	❷ حاجت
۹۰	❸ آسائش
۹۰	❹ آرائش
۹۰	❺ نمائش

صفحہ	عنوان
۹۱	❻ اسراف
۹۱	❼ تبذیر
۹۲	اسراف سے بچنے کا نسخہ
۹۴	⑩ برائیوں کے دیکھتے دیکھتے ذہن مسخ ہو گئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواہر الرشید

ــــ: جلد تاسع :ــــ

① کافر کی تعریف خطرہ کفر:

کسی کافر میں کسی اچھی بات کا مکمل طور پر یقین ہوجائے کہ اس میں یہ اچھائی ہے تو بھی کفر اتنی بری چیز ہے کہ کوئی اچھائی ہوتے ہوئے بھی وہ اچھا نہیں ہوسکتا۔ مسلمان کیسا ہی گیا گزرا ہو مگر ایمان کی دولت اتنی بڑی دولت ہے کہ کسی کافر کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنا کہ کافر میں اچھائیاں ہیں مسلمان میں برائیاں ہیں یہ تو کسی صورت میں بھی صحیح نہیں مسلمان زندہ ہے کافر مردہ ہے، زندہ کے اگر سارے اعضاء کٹے ہوئے ہوں کچھ بھی نہ ہو مگر زندہ تو ہے کافر تو مردہ ہے حیوانات سے بد تر ہے:

﴿ولعبد مؤمن خير من مشرك ولو اعجبكم ولامة مؤمنة خير من مشركة ولو اعجبتكم﴾ (۲-۲۲۱)

قرآن مجید کے فیصلے کیسے عجیب عجیب کھلے کھلے فیصلے ہیں، مسلمان اگر غلام بھی ہو اور کافر کتنا بڑا مالدار کیسا حسین کیسا پر اثر دنیا بھر کی خوبیاں لئے ہوئے تو بھی وہ مسلمان غلام کے برابر نہیں ہوسکتا۔ مسلمان باندی خواہ وہ کیسی ہی گئی گزری ہو، سب سے بڑی بات تو یہ کہ باندی ہے کسی کی محکومہ ہے اور دوسری جانب کوئی آزاد کافرہ ہو بلکہ دنیا بھر کی ملکہ

کیوں نہ ہو وہ مسلمان باندی اس سے ہزاروں درجہ بہتر ہے، یہ اللہ فرمارہے ہیں آج کے مسلمان کو اللہ پر یقین ہوتا تو سارے مسئلے حل ہوجاتے انہیں اللہ پر تو یقین ہے نہیں۔

کفار کی اچھی صفات بیان کرنے سے غیر شعوری طور پر ان سے محبت پیدا ہوتی ہے اور مسلمانوں کی برائیاں کرنے سے غیر شعوری طور پر ان سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ یہ تو انسان کی طبیعت ہے کہ جس شخص کی تعریف سنتا رہے گا کہ یہ خوبی ہے یہ خوبی ہے یہ خوبی ہے تو اس سے محبت پیدا ہوگی اور جس کی برائیاں سنتا رہے گا دل میں اس کی برائی پیدا ہوگی۔ حاصل یہ کہ کفر سے محبت ہوگی تو ایمان سے نفرت ہوگی جس کا وبال یہ پڑے گا کہ کافر ہو کے مرے گا، کتنی خطرناک بات ہے اس لئے کافر میں کتنی ہی خوبیاں کیوں نہ ہوں اور یقین ہو کہ اس میں یہ خوبیاں ہیں تو بھی اس کی تعریف نہ کیا کریں، اتنی بڑی خرابی کہ اللہ کا دشمن ہے جو اللہ کا دشمن ہو اس میں تو فساد ہی فساد ہے برائیاں ہی برائیاں ہیں اس میں کوئی خوبی نہیں۔ یہ بات سب کے نزدیک مسلم ہے:

> ”جس کے ساتھ عداوت اور دشمنی ہوتی ہے اس کی خوبیاں اور کمالات بھی برے لگتے ہیں اور جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے اس کی بری باتیں بھی اچھی لگتی ہیں۔“

کسی کے سامنے اگر کوئی اس کے کسی دشمن کی خوبیاں بیان کرنا شروع کردے تو اسے کتنی ناگواری ہوتی ہے وہ تو اس کا نام سننا بھی پسند نہیں کرتا پھر اللہ کے اتنے بڑے دشمنوں اور باغیوں کی غیر اختیاری خوبیوں کو دیکھ کر اگر کوئی متأثر ہوجاتا ہے تو یہ اس کی دلیل ہے کہ اسے اللہ کے دشمنوں سے محبت ہے پھر انجام بھی اللہ کے دشمنوں کے ساتھ ہی ہوگا:

﴿المرء مع من احب﴾ (متفق علیہ)

”انسان کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس نے دنیا میں محبت کی۔“

کافروں کی خوبیوں کا تذکرہ کرنا بہت خطرناک بات ہے اس سے بچنے کی کوشش کیا کریں۔ اولاً یہ سوچیں کہ اللہ تعالیٰ کو جن کے ساتھ محبت ہے ہمیں بھی انہی کے ساتھ محبت اور اللہ کے نزدیک جو مبغوض ہیں ہمارے نزدیک بھی وہ مبغوض۔ دوسرے یہ کہ اگر غیر اختیاری طور پر ان کی کوئی خوبی سامنے آئے یا کوئی آپ کے سامنے بیان کرے تو اس کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے بتکلّف یوں رد کرنے کی کوشش کیا کریں:

”جو لوگ اللہ کے باغی ہوتے ہیں ان میں بظاہر کوئی کمال ہو بھی تو بھی اس کا کوئی اعتبار نہیں، کسی کا ظاہر اچھا ہونے سے ضروری نہیں کہ اس کا باطن بھی اچھا ہو۔ سانپ کا ظاہر کتنا اچھا اور خوبصورت ہوتا ہے لیکن اندر زہر بھرا ہوتا ہے۔“

آپ کفر کی جتنی برائیاں بیان کریں گے اتنی ہی کفر سے نفرت بڑھے گی اور جتنی کفر سے نفرت بڑھے گی اتنی ہی اسلام سے محبت بڑھے گی۔ اگر بتکلّف ان کی برائیاں سوچنے اور بیان کرنے کی بجائے ان کی خوبیوں کو سوچیں گے اور سنیں گے یا کسی کو بتائیں گے تو ان سے محبت بڑھے گی جو بالآخر کفر تک لے جائے گی۔ خلاصہ یہ کہ کفار اور فساق و فجار سے خوش مزاجی سے پیش آنا یا محبت کرنا اور دوستانہ تعلّق رکھنا اور ان کی ظاہری خوبیوں کو پسند کرنا تو درکنار ان کے فسق و کفر سے نفرت ظاہر کرنا فرض ہے اور ان کے فسق و کفر کے مٹانے کی ادنی سی کوشش سے بھی غفلت کرنا یعنی دل میں ان کے مٹانے کا پختہ عزم نہ رکھنا بہت بڑا جرم اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔

بالخصوص کفار کے مذہب کی کسی بات کو پسند کرنا تو بہت ہی خطرناک ہے، ایسے

لوگ اپنے ایمان کی خیر منائیں۔ ایک عالم انگلینڈ میں رہتے تھے وہاں ایک انگریز عورت مسلمان ہوگئی ان عالم سے ہی کلمہ پڑھا پھر ان سے اس خاتون نے بہت کچھ سیکھا پڑھا، علم و عمل میں بہت پختگی حاصل کی کچھ عرصہ بعد اس خاتون کا انتقال ہوگیا۔ مولوی صاحب انگلینڈ سے حج یا عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ آئے وہاں ایک عالم کا انتقال ہوگیا۔ وہاں زمین پتھریلی ہونے کی وجہ سے یہ دستور ہے کہ ایک ہی قبر میں کچھ وقت کے بعد دوسری میت رکھ دیتے ہیں اس طرح ایک ہی قبر میں مناسب وقفہ سے کئی کئی اموات کو یکے بعد دیگرے دفن کرتے رہتے ہیں، پہلی میت کی ہڈیاں وغیرہ ایک طرف کر کے اسی قبر میں دوسری میت رکھ دی جاتی ہے۔ جب اس عالم کے لئے قبر کھودی گئی تو اس میں اسی لڑکی کی میت رکھی ہوئی تھی جس کا انگلینڈ میں انتقال ہوا تھا چونکہ ان مولوی صاحب نے اس لڑکی کے اسلام قبول کرنے سے پہلے اسے دیکھا ہوا تھا اس لئے یہ پہچان گئے کہ یہ تو وہی لڑکی ہے پھر کسی دوسری قبر میں اس عالم کو دفنا دیا گیا۔ جب یہ مولوی صاحب واپس انگلینڈ گئے تو انہیں خیال ہوا کہ یہ لڑکی جو انگلینڈ میں دفن کی گئی اس کی میت مکہ پہنچ گئی تو دیکھنا چاہئے کہ یہاں اس کی قبر میں کون ہے، جب اس کی قبر میں دیکھا تو وہاں مکہ کے عالم کی میت رکھی ہوئی تھی انہیں بڑا تعجب ہوا کہ آخر یہ کیا قصہ ہے پھر انھوں نے سوچا کہ اس عالم کے بارے میں معلوم کرنا چاہئے کہ یہ کیسا شخص تھا، لوگوں سے پوچھا تو ہر شخص یہی کہتا کہ بہت اچھے عالم تھے نیک تھے۔ ان مولوی صاحب نے سوچا کہ اس عالم کی بیوی سے پوچھا جائے کیونکہ بیوی کا تعلق زیادہ قریبی ہوتا ہے انھوں نے اس عالم کی بیوی سے پوچھا تو اس نے بھی یہی جواب دیا کہ بہت اچھے تھے بہت نیک تھے لیکن ایک بات کہا کرتے تھے کہ اگر جنابت میں غسل فرض نہ ہوتا تو بہت آسانی ہوتی عیسائی مذہب میں یہ بہت اچھی بات ہے کہ غسل جنابت فرض نہیں۔

بات کچھ سمجھ میں آرہی ہے وہ لڑکی جو کفرستان میں مری وہیں دفن ہوئی اللہ کی رحمت اور اللہ کے نزدیک اس کی مقبولیت دیکھئے کہ کفرستان سے اس کی میت کو مکہ

مکرمہ پہنچادیا اور ایک عالم جو بظاہر نیک تھا لیکن اس نے اسلام میں نقص نکالا اور کفر کے طریقہ کو پسند کیا جس کا وبال یہ پڑا کہ مکہ میں مرنے اور وہیں دفن ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس کی میت کو مکہ سے کفرستان پہنچادیا۔ لمحہ فکریہ اور باعث عبرت ہے یہ بات ان لوگوں کے لئے جو مسلمان کہلاتے ہیں لیکن غیر مسلموں کے طریقوں کو علی الاعلان اچھا کہتے ہیں ان کے ملکوں میں جانے کے لئے مرے جاتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ کفرستان میں جانا ان کی معراج ہے۔ اپنی اولاد کی پرورش کفار کے طریقوں پر کر رہے ہیں ان کے حلیہ کو دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ مسلمان ہیں، آج کا مسلمان کفار کے ساتھ مشابہت کو فخر سمجھتا ہے، مسلمان بننا اور مسلمان کی سی شکل وصورت بنانا ان کے نزدیک دقیانوسیت ہے۔ اگر عبرت حاصل کرنے والا دل ہو تو اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشاد کافی ہیں فرمایا:

﴿من تشبہ بقوم فھو منھم﴾ (ابوداؤد)

”جس نے کسی قوم سے مشابہت کی وہ انہی میں شمار ہوگا۔“

اور فرمایا:

﴿من کثر سواد قوم فھو منھم﴾ (مسند ابی یعلی)

”جس نے کسی قوم کی جمعیت کو بڑھایا وہ انہی میں سے ہے۔“

② مسلمانوں کو انگریز سے محبت:

میں نے ایک تحریر اپنے پیڈ پر لکھ کر ایک مولانا صاحب کو چھپوانے کے لئے دی وہ کسی مطبع والے کے پاس لے گئے اس تحریر کو دیکھ کر انہوں نے یہ تبصرہ کیا کہ یہ تو بہت ٹھیٹھ اردو لکھی ہوئی ہے الفاظ بھی سمجھ میں نہیں آرہے۔ مولانا صاحب نے جب مجھے بتایا تو میں نے کہا کہ وہ مطبع والے انگریز ہیں یا پاکستانی؟ آج کے پاکستانی کو مسلمان کو

اردو نہیں آتی انگریزی آتی ہے کہتا ہے ٹھیٹھ اردو لکھی ہے الفاظ سمجھ میں نہیں آتے، تم بندے بنو گے تو سمجھ میں آئے گی جب تک انگریز رہو گے تو اپنی زبان کہاں سمجھ میں آئے گی۔ ایک دادا نے اپنے پوتے سے کہا کہ پھاٹک بند کردو تو پوتا کہتا ہے کہاں رکھی ہے؟ دادا نے پھر کہا میں کہتا ہوں پھاٹک بند کردو۔ پوتا کہتا ہے کہ میں پوچھ تو رہا ہوں کہاں رکھی ہے آخر کافی تکرار کے بعد دادا سمجھا کہ یہ انگریز کا پٹھا سمجھ ہی نہیں رہا کہ پھاٹک کسے کہتے ہیں تو اس نے کہا کہ گیٹ بند کردو۔ پوتا بولا ہاں تو یوں کہیں نا کہ گیٹ بند کردو۔

۳ ٹی وی کا عذاب:

عرض: ایک شخص کا برسوں پہلے انتقال ہوا ہے بظاہر بہت صالح تھے لیکن پتا چلا ہے کہ انہیں کرکٹ میچ دیکھنے کا بہت شوق تھا اس لئے تادم آخر ان کا لایا ہوا ٹی وی گھر میں موجود رہا اس کے علاوہ اپنے ایک عزیز کو بھی انہوں نے ٹی وی لاکر دیا تھا۔ چند روز سے اپنی بیٹی کے خواب میں آرہے ہیں اور ٹی وی کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ توڑنے میں دیر کیوں کر رہی ہو۔ ایک بار تو خواب ہی میں بلیڈ سے ہاتھ کاٹ دیا۔ اہل واقعہ نے بندے سے کہا ہے کہ آپ لکھ کر دے دیں تو ہم ٹی وی توڑنے کی کوشش کریں گے، سو کیا انہیں یہ لکھ کر دے دوں:

> "مرحوم کے لائے ہوئے ٹی ویوں کو اگر نہیں توڑا گیا تو دیکھنے والے تو گناہ گار ہوں گے ہی ان سب کے گناہوں کے برابر میت کو بھی مسلسل عذاب ہوتا رہے گا، اگر آپ لوگوں کو مرحوم سے واقعۃً محبت ہے تو ان ٹی ویوں کے توڑنے میں ذرا بھی دیر نہ کریں۔"

ارشاد: یہ بات صحیح ہے لکھ کر دے دیں۔

④ نسخہ اداء قرض:

مالی تنگی کے ازالے اور قرض اداء کرنے کا نسخہ یہ ہے کہ جہاد کی طرف توجہ کریں اور کچھ رقم خواہ وہ معمولی سی ہی ہو جہاد میں لگایا کریں اور وعظ "ہر پریشانی کا علاج" پڑھیں۔

⑤ اسکول سے بچانے کا نسخہ:

عرض: ایک لڑکا میرا پڑوسی ہے اس کا اصرار ہے کہ میں اسکول میں پڑھوں گا مدرسہ میں نہیں، حضرت سے خصوصی دعاؤں اور نسخہ اصلاح کی درخواست ہے۔

ارشاد: اسے پکڑ کر جہاد میں لے جائیں ٹھیک ہو جائے گا ان شاء اللہ۔

⑥ بلاوجہ ہاتھ ہلانا:

عصر کی نماز کے بعد نمازیوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"لوگ جو نماز میں ہاتھ بہت ہلاتے ہیں اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ انہیں ہر وقت کھڑے بیٹھے لیٹے بلاوجہ ہاتھ ہلانے کی عادت ہوتی ہے، یونہی ہاتھ ہلانے سے بچیں تو نماز میں بھی ہاتھ ہلانے سے بچ جائیں گے۔"

⑦ سفارش کی درخواست پر جواب:

میرے ایک بہت ہی قریبی عزیز کا خط آیا جو عمر میں مجھ سے بڑے ہیں انہوں نے اپنے ایک عزیز کے لئے لکھا کہ انہیں "ضرب مؤمن" وغیرہ میں کسی کام پر لگوا دیں۔ میں نے انہیں جواب لکھا ہے کہ صاحبزادے کے لئے میں نے اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کر دی ہے فی الحال یہ فوراً جہاد کے لئے نکل جائیں میں دل سے دعاء کرتا ہوں (حاضرین سے فرمایا) آپ میں سے بھی کسی کو کسی کے لئے سفارش کروانے کا خیال ہو تو

یہ جواب یاد رکھیں۔

⑧ امریکا ٹھیک ہو گیا:

حضرت اقدس نے ایک وعظ میں "امریکہ" کو "امریکا" لکھوانے کی ہدایت فرمائی تھی، خادم نے تصحیح کی اطلاع نہیں دی، حضرت نے ان سے جس انداز میں تصحیح کے بارے میں دریافت فرمایا وہ امریکا کے خلاف آپ کی نفرت اور جذبۂ جہاد کا عکاس ہے، فرمایا:

"امریکا ٹھیک ہو گیا؟۔"

خادم نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ تو فرمایا:

"مجھے کیوں نہیں بتایا۔"

⑨ ڈاکٹر کی دواء، اللہ خیر کرے:

حضرت اقدس کی آواز بیٹھنے کے عارضہ کے وقت ایک ڈاکٹر صاحب جو بظاہر بہت صالح اور حضرت کے معتقد ہیں انہوں نے اپنے دواء خانے کی بنی ہوئی ایک دواء حضرت کی خدمت میں پیش کی، حضرت اقدس نے جیسے ہی دیکھی باآواز بلند تین بار فرمایا:

یا اللہ خیر! یا اللہ خیر! یا اللہ خیر۔

پھر آپ نے ڈاکٹر صاحب سے وہ دواء لے بھی لی، بعد میں ڈاکٹر صاحب کو فون پر بتایا کہ ان کلمات سے میرا مقصد دواء سے بیزاری ظاہر کرنا نہ تھا بلکہ یہ دعاء مقصود تھی کہ اللہ تعالیٰ اس دواء کی خیر عطاء فرمائیں اور اس کے شر سے حفاظت فرمائیں، دواء میں نفع و ضرر دونوں پہلو ہیں، نتیجہ اللہ کے اختیار میں ہے، خدانخواستہ اس دواء سے فائدہ مقدر نہ ہو تو نقصان بھی نہ ہو۔

⑩ سسرال جانا، لے جانا:

عرض: اگر کوئی شخص اپنے سسرال والوں کو اس کا اختیار دے دے:

❶ جب چاہیں کوئی محرم آکر اپنی صاحبزادی کو ملاقات کے لئے میکے لے جائیں۔

❷ ایک جگہ جہاں جانبین ہفتہ وار اصلاحی بیان میں شریک ہوتے ہیں جب ضرورت ہو وہاں سے لے جائیں۔

سو اگر لڑکے کے سسرال والے ان دونوں صورتوں کو معیوب اور متعسر سمجھیں اور کہیں کہ تم کم از کم ہر دوسرے ہفتے چھٹی کے دن خود ہماری بیٹی کو لے کر ہمارے گھر آؤ تو اس صورت میں شوہر کے لئے کیا حکم ہے؟

ارشاد: ضابطہ شرعیہ میں تو ضروری نہیں رابطے کے تحت ایسا کرنا چاہئے۔

عرض: سوال مذکورہ کی ایک بات کی وضاحت چاہتا ہوں:

❶ لڑکی والوں کا اپنی لڑکی کو اس کے سسرال سے اپنے ہاں لے جانے اور واپس سسرال چھوڑنے کو معیوب سمجھنا کیسا ہے؟ نیز۔

❷ ہفتہ واری بیان کے بعد جس طرح شادی سے پہلے لڑکی کو اپنے ساتھ گھر لے جاتے تھے اب شادی کے بعد لے جانے کو معیوب سمجھنا کیسا ہے؟

ارشاد: جہالت اور بے دینی کی بات ہے، اسی طرح شوہر کا کبھی بھی سسرال نہ جانا بے مروتی ہے۔

⑪ میکے رہنے کی مدت:

عرض: حضرت کے خیال میں رابطہ کے تحت عورت کو کتنے دن بعد اور کتنے دن کے لئے میکے رہنے کی اجازت دینی چاہئے؟

ارشاد: مسئلہ شرعیہ تو دیکھیں بہشتی زیور میں، رابطہ کے مطابق اس کا مدار حالات اور قرب وبعد کے تحت ہے، عام حالات میں مہینے میں ایک دن اور اگر گھر بہت دور ہو

آنا جانا مشکل ہو جیسے شہر یا صوبہ وغیرہ بدل جائے، سال میں آنا جانا ہو تو سال میں ایک ہفتہ۔ ویسے ایک تنبیہ کر دوں کہ ایسے معاملات میں زوجین کو باہم ایسی محبت و مودت اور اتحاد و اتفاق سے رہنا چاہئے کہ اختلاف نظر پیدا ہی نہ ہو۔

⑫ نماز میں جمائی:

اللہ تعالیٰ کا حضرت اقدس کے ساتھ ایک خاص معاملہ ہے کہ جماعت کی نماز میں کوئی ہاتھ ہلاتا ہے تو آپ کو اس کا ہاتھ نظر آجاتا ہے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد اسے تنبیہ فرماتے ہیں، حسب معمول ایک بار ایک شخص کو نماز میں ہاتھ ہلانے پر تنبیہ فرمائی تو اس نے عرض کیا کہ جمائی آئی تھی اسے روکنے کے لئے ہاتھ اٹھایا تھا۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا:

"نماز میں تو جمائی آنی ہی نہیں چاہئے اس لئے کہ جمائی زیادہ تر غفلت اور کاہلی کی حالت میں آتی ہے جب کہ نماز میں تو زیادہ سے زیادہ یکسوئی اور مکمل استحضار رہنا چاہئے۔"

⑬ وقت کو مال پر ترجیح:

وقت کی قیمت پیسے سے زیادہ ہے۔ ہمارا فرج متعدد بار خراب ہو چکا ہے، یہ لوگ اسے بنواتے ہیں پھر خراب ہو جاتا ہے، میں ان لوگوں سے کہا کرتا ہوں کہ مردے میں تو حضرت عیسی علیہ السلام ہی جان ڈال سکتے ہیں، اب میں نے طے کر لیا ہے کہ اس کی جگہ نیا فرج لایا جائے۔ میرا پہلے ہی معمول تھا کہ زیادہ سے زیادہ تین بار دیکھتا جو چیز تین بار خراب ہو گئی اسے نکال دو کیونکہ بار بار بنوانے پر جتنا وقت برباد ہوتا ہے وہ پیسے سے بدرجہا زیادہ قیمتی ہے۔

⑭ دس منٹ میں دو رکعت:

ایک بظاہر بہت صالح حضرت کے معتقد حضرت کے ہاں لگی ہوئی برقی اشیاء کی مرمت کرتے ہیں آج فرج ٹھیک کرنے عشاء کی نماز میں پہنچے، نماز کے متصل بعد کام کرتے ہیں تو سنتوں میں تأخیر ہوتی جب کہ سنتوں سے فارغ ہو کر کافی وقت تھا سو حضرت نے فرمایا!

"آپ اطمینان سے سنتیں پڑھیں دس منٹ میں دو رکعت میں بھی اطمینان سے پڑھتا ہوں، پھر اطمینان سے کام کیجئے گا۔"

(حضرت اقدس عشاء کی سنتوں کے بعد کی دو رکعت نفل تہجد کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ جامع)

⑮ اعزہ کی اصلاح پر خصوصی توجہ:

ضرب مؤمن اور الرشید ٹرسٹ میں کام کرنے والے اپنے بھتیجے اور پوتے کو خصوصی وصیت کرتے ہوئے حضرت اقدس نے فرمایا!

"ظہر کی نماز کے بعد ہونے والی اجتماعی تعلیم میں اہتمام سے بیٹھیں بلکہ دوسروں کی حاضری لگایا کریں۔"

⑯ ایک کھائے دوسرا نکالے:

(دو طلبہ کو ایک بات پر لطیف تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا) جہلاء کہتے ہیں کہ میاں بیوی تو ایک ہی ہوتے ہیں سو گھریلو اشیاء میں یہ امتیاز کرنا کہ یہ شوہر کی ہے اور یہ بیوی کی یہ گھٹیا قسم کے لوگوں کے خیالات ہیں، ان کے ایسے کہنے میں کفر کا اندیشہ ہے۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ اگر دونوں ایک ہی ہیں تو ایک کھالیا کرے دوسرا نکالا کرے سو

ایسے ہی آپ دونوں سے کہتا ہوں کہ آپ میں سے ایک کھایا کرے دوسرا نکالا کرے (دونوں میں سے ایک نے عرض کیا) ہم دونوں ہی کھانے والے ہیں نکالنے کے لئے کسی تیسرے کی ضرورت پڑے گی۔ حضرت نے فرمایا کہ نکالنے کے لئے حکیم...... کو بلالیں (یہ حکیم صاحب تیز مسہل دینے میں بہت مشہور ہیں)۔

⑰ شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلقہ جتنی باتیں مشہور ہیں ان میں سے یہ بات تو ثابت ہے کہ آپ شہید ہوئے باقی سب شیعہ کی منگھڑت ہیں۔

⑱ فجر کی سنتیں کہاں پڑھیں:

کسی نے عرض کیا کہ نماز فجر سے قبل سنتیں اگر گھر میں پڑھ کر مسجد جاتا ہوں تو مسجد میں جماعت کے انتظار میں بغیر تحیۃ المسجد پڑھے بیٹھنا پڑتا ہے، تحیۃ المسجد فوت ہو جاتی ہے اور اگر فجر کی سنتیں تحیۃ المسجد کی نیت سے مسجد میں پڑھوں تو ان سنتوں کی گھر میں پڑھنے کی سُنّت فوت ہو جاتی ہے سو دونوں سنتوں میں زیادہ اہم کون سی ہے؟

ارشاد: مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔ اصل میں تو فرائض سے پہلے اور بعد کی سنتوں کو گھر میں پڑھنا افضل ہے مگر اس زمانے میں اس سُنّت پر عمل کرنے کے نتیجے میں لوگ سنتیں بالکل چھوڑ ہی دیتے ہیں اس میں یہ فسادات پیدا ہوتے ہیں:

❶ گھر تک آتے جاتے بعض دوسرے مشاغل میں لگ کر سنتیں چھوڑ ہی دیتے ہیں۔

❷ سنن و فرائض کے درمیان ضرورت سے زیادہ فاصلہ کرنا یا کوئی غیر متعلق کام کرنے سے سنیت ساقط ہو جاتی ہے۔

غرضیکہ گھروں میں پڑھنے کی صورت میں نفس و شیطان اور عوارض مانع بنتے ہیں۔ اس لئے اس زمانے میں فرائض سے قبلیہ و بعدیہ سنتیں مسجد ہی میں پڑھنا افضل ہے۔

(۱۹) کالجوں کے نصاب کی خباثت:

ایک کالج کے پڑھے ہوئے شخص سے میں نے پوچھا کہ اسکول و کالج کے نصاب میں ان لوگوں کے مضامین اور اشعار وغیرہ کیوں شامل کئے جاتے ہیں جو فواحش و منکرات کی رد میں ہیں مثلاً اکبر آبادی کے بڑے عجیب عجیب اشعار ہیں جیسے ؎

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

قوم میں پردہ دری کا یہ نتیجہ نکلا
جسے سمجھے تھے کہ بیٹا ہے بھتیجا نکلا

سو میں نے پوچھا کہ جب عمل کرنا ہی نہیں بلکہ ایسے نظریات کو دقیانوسیت اور قدامت پرستی سمجھا جاتا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے تو ایسے مضامین اور اشعار اسکول و کالج کے نصاب میں کیوں شامل کئے ہیں؟ اس شخص نے جواب دیا کہ بس ایک اعجوبہ دکھانے کے لئے کہ دنیا میں ایسے ایسے پاگل بھی گزرے ہیں۔

(۲۰) حلق ٹھیک ہونے کا معیار:

کفارے میں مسکین کو اگر گیہوں کی روٹی کھلائی جائے تو اس کے ساتھ سالن دینا

ضروری نہیں اس سے ثابت ہوا کہ گیہوں کی روٹی بغیر سالن کے حلق سے اترنی چاہئے کبھی تجربہ کر کے دیکھ لیں کہ آپ کا حلق اللہ کی مرضی کے مطابق ہے یا نہیں اگر گیہوں کی روٹی بغیر سالن کے حلق سے اتر جائے تو حلق ٹھیک ہے اور اگر بغیر سالن کے لقمہ نہیں اترتا تو یہ حلق مریض ہے اس کا کچھ علاج کرنا چاہئے۔

﴿۲۱﴾ بے روزگاری کا علاج:

لوگ بے روزگاری سے بہت پریشان ہیں، سب کو ایک نسخہ بتاتا ہوں وہ یہ کہ جسے بھی رزق کی فراوانی چاہئے وہ فوراً جہاد کے لئے نکل جائے، چالیس روز محاذ پر لگائیں پھر دیکھئے رزق کتنا برسے گا، چالیس روز بعد مجھے بتائیں۔

﴿۲۲﴾ پاگلوں کا سایہ:

حکماء قدیم سقراط، بقراط وغیرہ میں سے کسی کا قصہ ہے کہ ایک پاگل نے اسے غور سے دیکھا تو وہ فوراً اپنے دماغ کی طرف متوجہ ہوا کہ کہیں یہ خراب تو نہیں ہو گیا کیونکہ: الجنس یمیل الی الجنس یہ قصہ اس پر بتا رہا ہوں کہ دارالافتاء میں ہمیشہ کسی نہ کسی پاگل کا سایہ رہا ہے تین کا تو بتاتا ہی رہتا ہوں جو مقامات کی تلاش میں پاگل ہو گئے تھے ایسے اور بھی کئی پاگلوں کا یہاں سایہ رہتا ہے انہی میں سے ایک کا خط سامنے ہے، میرے نام کے ساتھ جو القاب لکھے ہیں وہ بھی جنون کا شاخسانہ ہے، لکھا ہے:

"عظیم المرتبہ، شفیع المرتبہ، رشید المرتبہ، سعید المرتبہ، رفیع المرتبہ، وقیع المرتبہ، شفیق المرتبہ، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، سیدی و سندی و مرشدی و مولائی حضرت والا دامت برکاتہم۔"

﴿۲۳﴾ ضرب مؤمن کو پڑھ کر ہندو مسلمان ہو گیا:

ایک ہندو "ضرب مؤمن" پڑھ کر اتنا متاثر ہوا کہ دارالافتاء حاضر ہو کر درخواست

کی کہ میں حضرت ہی کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا۔ حضرت نے نائب مفتی صاحب سے فرمایا کہ انہیں میرے سامنے کلمہ پڑھادیں۔ نائب مفتی نے دریافت کیا کہ کلمہ کے ساتھ کچھ اور بھی؟ فرمایا کہ جس مذہب سے تعلق تھا اس سے براءت کا اظہار بھی کروائیں۔ ہندو کو مسلمان کرنے کے بعد حضرت اقدس نے اس سے دریافت فرمایا کہ آپ نے کبھی سومنات کا مندر دیکھا ہے؟ اس نے کہا کہ جی نہیں۔ حضرت نے پوچھا سومنات کے معنی معلوم ہیں؟ اس نے جواب دیا جی نہیں۔ حضرت نے اہل مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا آپ میں سے کوئی بتائے؟ ایک خادم نے جواب دے دیا اور کوئی نہ دے سکا تو اس پر فرمایا:

"بچو! یہ باتیں میرے مواعظ میں موجود ہیں پڑھا کرو کم از کم ایک صفحہ ہی روزانہ پڑھ لیا کرو، جواہر کا ایک ملفوظ، زیادہ کا نہیں کہتا کہیں پاگل نہ ہو جاؤ۔"

(۲۴) امارت اسلامیہ میں فٹبال میچ:

عرض: حضرت اقدس نے گیند اور فٹ بال کو شیطانی کھیل سے تعبیر فرما کر چند مفاسد کی بناء پر اسے ناجائز لکھا ہے جب کہ اخبارات میں کئی مرتبہ امارات اسلامیہ افغانستان کے کھلاڑیوں سے متعلق خبریں ملی ہیں کہ وہ میچ کھیلتے ہیں چنانچہ گزشتہ دنوں بھی اخبار میں خبر آئی کہ افغانستان کے کھلاڑی پانچ میچوں میں سے ایک جیت کر باقی ہار گئے، سو اس بارے میں حضرت اقدس کیا فرماتے ہیں۔

ارشاد:

❶ منجانب اللہ ان لوگوں کو تنبیہ ہے کہ لغو کاموں میں لگے اس لئے ہارے۔

❷ امارت اسلامیہ کے ذمہ داروں تک ان شاء اللہ یہ بات پہنچادی جائے گی کہ ایسے لغو کام کیوں شروع کئے ہیں، انہیں تو یہ چاہئے کہ کھیل کے میدانوں کی بجائے جنگ

کے میدانوں میں کافروں کا مقابلہ کریں۔

(۲۵) ہمت ہر مرض کا علاج:

دور دراز سے آئے ہوئے ایک مرید نے عرض کیا کہ حضرت! معمولات میں ناغہ بہت ہوتا ہے دعاء فرمائیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہمت سے کام لیں جب تک ہمت سے کام نہیں لیں گے کچھ نہیں ہوگا۔

(۲۶) چائے چھوٹ گئی:

ایک معتقد نے عرض کیا کہ میں چائے کا مریض تھا یعنی چائے بہت پیتا تھا، سر میں درد ہوتا تو بھی چائے ہی کو علاج سمجھتا، حضرت کی کیسٹ "چائے کا زہر" صرف اس لئے نہیں سنتا تھا کہ کہیں چائے چھوٹ نہ جائے۔ ایک دفعہ کسی نے مدرسے میں کیسٹ "چائے کا زہر" سے آپ کا بیان لکھ کر لگا دیا، میں آپ کا نام پڑھ کر رک گیا، جیسے جیسے پڑھتا گیا چائے کی نفرت دل میں بیٹھتی گئی حتیٰ کہ چائے پینا بالکل چھوڑ دی، عیدالاضحی سے پہلے چھوڑی تھی پابندی سے پرہیز کرنے کے بعد حضرت اقدس کو اطلاع دے رہا ہوں۔ حضرت اقدس نے ان سے پوچھا کہ ٹماٹر چھوڑے؟ انہوں نے کہا کہ ابھی نہیں چھوڑے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ کیسٹ "ٹماٹر کے نقصان" سنیں ان شاء اللہ وہ بھی چھوٹ جائیں گے۔

(۲۷) شدید گرمی میں دعاء:

آج کل گرمی بہت زیادہ ہے اس لئے دن میں کئی کئی بار یہ دعاء مانگ رہا ہوں:

﴿اللھم اجرنی من النار﴾

یہاں کی گرمی برداشت نہیں ہو رہی تو جہنم کی گرمی کا کیا عالم ہوگا (حضرت نے جیسے

ہی یہ فرمایا تو آواز بھراگئی رو پڑے آگے کچھ نہ فرما سکے مجلس برخاست فرمادی بقول شاعر ؎

از حال خود آگاہ نیم جزاین قدر دانم کہ تو
ہرگہ بخاطر بگذری اشکم زدامان بگذرد

⑳ خصوصی تعلّق کا معیار:

ایک مرید کو ان کے ظاہری بھولپن اور مجلس وعظ و ارشاد میں آگے آگے رہ کر استفادہ کرنے اور خدمت کی جستجو میں لگے رہنے کی برکت سے روزانہ حضرت اقدس کے کمرے میں کچھ خدمت کی سعادت نصیب ہوگئی، بعض احباب نے عرض کیا کہ ایسے مریدوں کے قریبی تعلّق سے حضرت اقدس جیسے حضرات بدنام ہوتے ہیں کیونکہ ان لوگوں کو اتنی عقل نہیں کہ کیا بات کہاں کہی جائے اور کہاں نہیں، خدمت کے لئے اتنے علماء وطلبہ موجود ہیں ان سے خدمت لی جائے۔ اس پر حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا:

❶ اگر ایسے حالات کو دیکھنے لگے تو پھر تو کسی کو بھی خصوصی تعلّق کی اجازت نہ دی جائے سو فیصد تو کوئی بھی نہیں۔

❷ لوگ تو میرے بارے میں دور بیٹھے نجانے کیا کچھ باتیں بناتے رہتے ہیں کس کس کی زبان روکیں گے۔

❸ جن لوگوں کو یہ اشکال ہوا ہے کیا وہ ہر جمعہ میں سنائی جانے والی تحریر اشکال وجواب نہیں سنتے؟ اس میں موجود مصراع ؏

خلقے پس دیوانہ و دیوانہ بکارے

کو بالخصوص سوچتے رہا کریں۔

۲۹ "باب العبر" ہمت افزاء ہے:

ایک مرید نے اپنے حالات میں اپنی بے ہمتی کے بارے میں بتایا تو اس پر حضرت اقدس نے یہ نسخہ تجویز فرمایا:

"باب العبر پڑھا کریں، ہمت والوں کے حالات پڑھنے سے ہمت بلند ہوتی ہے۔"

۳۰ بچی کی دل جوئی:

حضرت کے ایک خادم اپنی چار پانچ سال کی بچی کو لے کر حاضر ہوئے، اس بچی کو اس کی طلاق یافتہ انتہائی بے دین ماں نے قبضہ کرکے انتہائی بے دین بنانا شروع کردیا تھا، خادم صاحب بڑی مشکل سے بچی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے تھے، اس بچی کے ذہن سے بے دینی کے نقوش دھو کر دینداری کا سہاگہ پھیرنے کے لئے ضروری ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ اچھی صحبت میں رکھا جائے، اسی سلسلے میں خادم صاحب اپنی بچی کو لے کر وقتاً فوقتاً حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، آج جب بچی کو لائے تو حضرت نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا ماشاء اللہ بہت اچھی بچی ہے، پھر اس کی دل جوئی کے لئے اسے اپنی خاص تصنیف کی کرسی پر اپنے ساتھ بٹھالیا۔

۳۱ کالا کوا قبول ہے:

حضرت اقدس کے ہاں موجود فرج خراب ہوگیا تو حضرت نے خدام سے کہا کہ نیا فرج خرید کر لائیں۔ حضرت کے معیار کا فرج نہ ملنے کی وجہ سے تأخیر پر فرمایا کہ ارے! جیسا بھی مل جائے لے آؤ، دنیا دار جب اپنی پسند کا رشتہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک جاتے ہیں اور کوئی نہیں ملتا تو آخر میں کہتے ہیں ارے! کوئی بھی لے جائے خواہ کوئی کالا کوا ہی کیوں نہ ہو۔

۳۲ خانقاہ میں رہوں یا محاذ پر؟:

ایک مرید جو چند روز پہلے ہی مرید ہوئے ہیں انہوں نے یوں عرض کیا کہ حضرت سے بیعت ہوئے چند روز ہوئے ہیں بیعت تو ہو گیا اصلاح نہیں ہوئی، محاذ پر جانے کا بھی ارادہ ہے، کیا کروں؟ یہ سن کر حضرت اقدس نے فرمایا کہ محاذ پر پہنچیں اور یہاں کے کچھ مواعظ بھی ساتھ لے جائیں۔

۳۳ ان اللہ جمیل یحب الجمال:

نیوجرسی امریکا میں حضرت اقدس کے ایک مرید نے پرفیوم کی چھوٹی چھوٹی بہت خوبصورت شیشیاں اور ان میں پرفیوم ڈالنے کے لئے چھوٹی چھوٹی بہت خوبصورت قیفیں پیش کیں جو بہت خوبصورت بٹوے میں تھیں۔ حضرت اقدس نے مروۃً قبول کر لیں یہاں آکر فرمایا یہ چھوٹی چھوٹی شیشیاں میرے کام کی نہیں اس لئے کہ میں تو پرفیوم چھڑکتا نہیں برساتا ہوں۔ جب میں یہ شیشیاں استعمال نہیں کروں گا تو قیفیں بھی میرے لئے بے کار ہیں اس لئے وہ شیشیاں بھی اور قیفیں بھی سب تقسیم کر دیں۔ اب پرفیوم کی ایک بڑی شیشی ایسی مل گئی جس کا استعمال آسان ہے مگر اس کا پرفیوم بہتر نہیں اس میں حسب معمول بہترین پرفیوم ڈالنے کے لئے نیوجرسی سے قیف منگوانے کا خیال ظاہر فرمایا، خادم نے عرض کیا کہ تیل ڈالنے والی عام کپی استعمال فرمالی جائے۔ حضرت نے فرمایا ارے! ایک مرض وہ بھی تو ہے۔ خادم نے عرض کیا جی جی سمجھ گیا۔ حضرت نے فرمایا سمجھ گئے حسن باطن کے ساتھ ساتھ حسن ظاہر کا بھی عاشق ہوں، ان اللہ جمیل یحب الجمال، اس سے بڑھ کر یہ کہ ایسے قیمتی پرفیوم کے لئے تیل کی کپی استعمال کرنا بہت بڑی بدذوقی کی بات ہے بلکہ پرلے درجے کی حماقت۔

۳۴ "شیروانی" گیدڑوانی ہے:

ہندوستان کے وزیر اعظم نے پاکستان کے اعلیٰ عہدیدار کو مسئلہ کشمیر پر مذاکرات کی دعوت دی۔ ایک مولانا صاحب نے انہیں مشورہ دیا کہ اگر مذاکرات کرنے ہی ہیں تو شیروانی میں نہیں فوجی وردی اور فوجی لہجے میں بات کریں۔ جب حضرت اقدس نے یہ بات سنی تو فرمایا:

"بالکل ٹھیک کہا یہ "شیروانی" نہیں "گیدڑوانی" ہے۔"

۳۵ اکابر کا ادب:

نائب مفتی صاحب نے علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک تحقیق نقل فرما کر لکھا تھا کہ یہ تحقیق مندرجہ ذیل دلائل کی بناء پر صحیح نہیں۔ حضرت اقدس نے اس جملے کو اس طرح بدل دیا:

"یہ تحقیق ان دلائل کے خلاف ہے۔"

پھر فرمایا:

"پہلا جملہ خلاف ادب تھا۔"

۳۶ پاگلوں کو جواب:

ایک لڑکی نے وعظ "استشاہ و استخارہ" کے بارے میں ایک اشکال لکھ کر بھیجا، یہاں سے ایک مولانا صاحب نے اس کا انتہائی مدلل و مفصّل جواب لکھا اور حضرت کے سامنے پیش کیا تو حضرت نے فرمایا کہ سب ان کی زیارت کریں ماشاء اللہ کیسے محقّق ہیں، ایسا جواب لکھا ہے کہ مجھے تو کبھی بھی کسی احمق کے لئے ایسا مدلل جواب لکھنے کا خیال نہ آیا۔ ایک بار ایک لڑکی نے امریکا سے اور ایک شخص نے یہیں سے ایک ایسا

ہی اشکال لکھا تھا میں نے جواب میں لکھوایا:

"اگر آپ میرے مواعظ پڑھتے رہے تو ان شاء اللہ بات سمجھ میں آجائے گی۔"

آپ نے جو استامدلل مفصل جواب لکھا اس کی بجائے لکھ دیتے کہ کسی کامل کی صحبت اختیار کریں تو بات سمجھ میں آجائے گی۔ ایسے پاگلوں کی باتوں کا میرے ذہن میں جو ایک جواب ہے اس کے سوا دوسرا جواب سوچنے کی نہ فرصت ہے نہ ضرورت، ایسے لوگوں کا صحیح جواب یہی ہے۔

۳۷ تعارف کا معمول:

لیلۃ السبت بعد المغرب میں خصوصی مجلس میں حضرت متعلقین کا تعارف سنتے ہیں، پہلے مصافحہ بھی ہوتا تھا پھر حضرت نے بوجوہ عدیدہ اسے ختم فرما دیا آج خلاف معمول ایک شخص نے عرض کیا کہ میں لاہور سے حاضر ہوا ہوں ایک مدرسے سے فارغ ہوں مصافحہ کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت اقدس نے فرمایا:

"مصافحہ کی بجائے یہاں تعارف کا معمول ہے مکمل تعارف کروائیں گے تو آپ کی طرف خصوصی توجہ ہو جائے گی جو مصافحہ سے مقصود ہے۔"

۳۸ حمل حمیر:

ایک خادم کو شوق ہوا کہ امی جان (حضرت پیرانی صاحبہ مدظلہا العالی) کو ایک جوڑا ہدیہ دیں، انہوں نے دسیوں قسم کے کپڑے کے تھان حضرت کی خدمت میں بھیجے، کپڑوں کی اتنی زیادہ مقدار دیکھ کر حضرت اقدس نے فرمایا:

﴿حمل بعیر او حمل حمیر﴾

"اونٹ کا بوجھ یا گدھے کا بوجھ۔"

بعد میں حضرت اقدس نے خادم کو بتایا کہ میں نے یہ کپڑے گھر والوں کے سامنے رکھ کر کہا کہ ان میں سے جو جوڑا چاہو اور جتنے چاہو منتخب کر لو تو وہ بہت جھنجھلا کر بولیں کہ کس چکر میں ڈال دیا۔

۳۹ مسلح جہاد کے مخالفین کی قسمیں:

مسلح جہاد کی مخالفت کرنے والوں کی تین قسمیں ہیں:

❶ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مسلح جہاد کا حکم اسلام میں سرے سے ہے ہی نہیں، یہ لوگ صریح کافر بلکہ مرتد ہیں، قرآن کے حکم قطعی کا انکار کرنے والوں کے کفر کے بارے میں شک وشبہہ کی کوئی گنجائش نہیں، یہ لوگ مرتد ہیں اور مرتد واجب القتل ہوتا ہے۔

❷ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اسلام میں مسلح جہاد تو ہے لیکن فی الحال اس کا موقع نہیں، یہ لوگ بہت بڑے گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے ہیں، ایسے لوگ بھی واجب القتل ہیں، عوام تو انہیں قتل نہ کریں تاہم یہ حکومت اسلامیہ کی ذمہ داری ہے کہ اگر یہ لوگ توبہ نہ کریں تو ایسے مرتدین کی گردن اڑا دی جائے۔

❸ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مسلح جہاد اور اس کا موقع دونوں چیزیں ہیں لیکن وہ خود جہاد میں کسی قسم کا تعاون نہیں کرتے، ایسے لوگ بہت بڑے فاسق ہیں ان میں نفاق ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿من مات ولم يغز ولم يحدث به نفسه مات على شعبة من نفاق﴾ (رواہ مسلم)

"جو شخص ایسی حالت میں مرا کہ اس نے نہ کبھی جہاد کیا اور نہ ہی اس بارے میں کبھی کچھ سوچا وہ نفاق کے شعبہ پر مرا۔"

بعض لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ ہمارے ہاں زیادہ تر ایسے ہی لوگوں کے رشتے آتے ہیں تو ان سے نکاح کریں یا نہیں؟ میں ان کے جواب میں یہی کہتا ہوں کہ ان میں سے جو لوگ پہلی دو قسموں میں داخل ہیں ان سے تو نکاح ہی نہیں ہوگا ساری عمر بدکاری کا گناہ ہوگا جو اولاد پیدا ہوگی وہ ولد الزنا ہوگی اور جو تیسری قسم میں داخل ہے اس سے اگرچہ نکاح تو ہو جائے گا لیکن ایسے منافق اور اتنے بڑے فاسق سے نکاح کرنا جائز نہیں۔

⑩ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلح جہاد کریں گے:

جہاد کے موضوع پر بیان کے دوران حضرت اقدس نے اہل مجلس سے دریافت فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے یا نہیں؟ سب نے جواب دیا "جی" پھر پوچھا:

"جب وہ تشریف لائیں گے تو مسلح جہاد کریں گے یا بھائی بھائی کہہ کر دعوت دیں گے؟"

اہل مجلس نے بیک زبان جواب دیا:

"مسلح جہاد فرمائیں گے۔"

پھر حضرت اقدس نے دریافت فرمایا:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلح جہاد اکیلے ہی کریں گے یا آپ کو بھی دعوت دیں گے؟"

سب حاضرین نے کہا:

"ہمیں بھی دعوت دیں گے۔"

فرمایا: "اگر کوئی نہیں گیا تو اسے قتل کریں گے یا نہیں؟"

سب نے کہا:

"ضرور قتل کریں گے۔"

(آستین کے سانپوں کا سر تو سب سے پہلے کچلا جاتا ہے)

اس پر حضرت اقدس نے اہل مجلس کے توسط سے ہر ہر مسلمان سے فرمایا کہ جب آپ سب لوگ مسلح جہاد کے لئے تیار ہیں تو کیا آپ نے جہاد کی تربیت حاصل کی؟ اگر نہیں تو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے کہ ہمیں اسلحہ چلانا سکھائیں؟ یہ کتنی بے حمیتی کی بات ہوگی۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ نہیں فرمائیں گے کہ نالائق پہلے سے تیاری کیوں نہیں کی؟ اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ مسلح جہاد کی تربیت حاصل کرے۔ حضرت اقدس نے مسلمانوں سے پوچھا کہ جس وقت پتھر اور درخت اپنے پیچھے چھپے ہوئے یہودی کی خبر دیتے ہوئے آپ سے کہیں گے کہ اے مسلمان! میرے پیچھے یہودی چھپا ہے اسے قتل کر۔ تو آپ اس وقت کیا کریں گے یہودی کی گردن اڑائیں گے یا کہیں گے کہ بھائی بھائی آجا میں تجھے مسلمان کر کے جہنّم سے نکالتا ہوں۔ اگر آپ نے ایسا کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پتا چل گیا تو وہ یہ نہیں کہیں گے کہ میں تو اللہ کا یہ حکم لے کر آیا ہوں کہ اللہ کے باغیوں کو قتل کرو اور یہ اسے دعوت دے رہا ہے، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے مردود کو قتل فرمائیں گے یا نہیں؟ وہ اسے بھی یہودی کے ساتھ ہی جہنّم میں پہنچائیں گے۔

﴿۴۱﴾ نقلی زاری بھی باعث رحمت:

ہمارے بچپن میں پنجاب میں جب بارش نہیں ہوتی تھی تو بچے گھروں سے باہر میدان میں نکل کر دائرے کی صورت ٹانگیں پھیلا کر بیٹھ جاتے زمین پر ایڑیاں رگڑنے لگتے اور زور زور سے کہتے:

اڈیاں گوڈے رگڑاں گے
مینہ پو تاں گھر نوں جاواں گے

اس مصنوعی زاری پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش آجاتا تھا آج تو مسلمان میں مصنوعی زاری بھی نہ رہی اللہ تعالیٰ اس قوم پر رحم فرمائے۔

﴿۴۲﴾ بارش کے لئے دعاء:

آج کل بارش کے موسم میں بادلوں کی گھٹائیں آتی ہیں اور گزر جاتی ہیں، میں صحن میں نکل کر بادلوں کی گھٹاؤں کی طرف دیکھ کر آسمان کی طرف دونوں ہاتھ پھیلا کر یوں دعاء کرتا ہوں:

"یا اللہ! تیرے یدسحاء اللیل و النہار کا صدقہ، بل یداہ مبسوطتن ینفق کیف یشاء کا صدقہ تو رحمت کی بارشیں برسادے۔
اللھم عاملنا بما انت اھلہ و لا تعاملنا بما نحن اھلہ۔"

منگر اندر ماکن باما نظر
اندر اکرام و سخائے خود نگر

﴿۴۳﴾ انگریزوں کی محبت کا اثر:

انگریز اور انگریزی زبان کی محبت آج کل کے مسلمانوں کے دل میں اتنی گہرائی میں اتر چکی ہے کہ ہر کام میں غیر شعوری طور پر انہی کی نقل اتارتے ہیں مثلاً انگریزی تحریر بائیں طرف سے دائیں طرف کو ہوتی ہے اس لئے اوراق مختلفہ کو یکجا جمع کرنے کے لئے جب کسی طریقے سے جوڑتے ہیں تو بائیں جانب کے کونے سے جوڑتے ہیں اس میں انہیں اوراق پلٹنے میں سہولت رہتی ہے، اردو تحریر کو دائیں کونے سے جوڑا جائے تو اوراق پلٹنے میں سہولت ہوتی ہے مگر آج کل کے اچھے خاصے مسلمان لوگ بھی اردو

کی دینی تحریرات کو بھی بائیں کونے سے جوڑتے ہیں۔

(۴۴) خطبہ الافتتاح کی وجہ:

حفلۃ العلماء کی ابتداء میں حضرت اقدس جو خطبہ الافتتاح پڑھتے ہیں اس کے بارے میں یہ فرماتے ہیں کہ دارالافتاء کے علماء وطلبہ اور دوسرے عملہ میں سے کوئی اسے سننا چاہتا ہے یا نہیں اور اس کا مقصد استفادہ ہے یا نہیں اور کسی کو کوئی فائدہ ہوتا ہے یا نہیں ان چیزوں سے قطع نظر میرے مدنظر تین اہم مقاصد ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد پہنچانا۔

(۲) اس سے مجھے بہت فائدہ ہوتا ہے۔

(۳) بسا اوقات حفلہ میں باہر سے علماء اور اہل صلاح تشریف لے آتے ہیں انہیں بتانا مقصود ہے کہ یہاں جتنے کام بھی بظاہر نظر آرہے ہیں یہ خود مقصود نہیں مقصود کچھ اور ہے:

﴿فان التقوی ملاک الحسنات﴾

"بلاشبہ تقویٰ سب حسنات کا مدار ہے۔"

(۴۵) سب سے بڑی ناشکری:

ایک شخص نے لکھ کر دیا کہ میں بہت بڑا ناشکرا ہوں۔ حضرت اقدس نے جواب میں فرمایا:

"بہت بڑی ناشکری تو یہ ہے کہ ہر حال میں خود کو ناشکرا ہی سمجھ رہے ہیں۔"

(۴۶) لوگوں کی رعایت:

نزلہ زکام کی حالت میں حضرت اقدس صرف پندرہ منٹ کے لئے حفلۃ العلماء میں

تشریف لے جاتے ہیں، فرماتے ہیں کہ مجلس میں زکام کا پانی پونچھنے سے شرم آتی ہے اور حفلہ کے آخری پندرہ منٹ میں تشریف لے جاتے ہیں۔ آج اس کا خیال نہ رہا معمول کے مطابق شروع ہی میں تشریف لے گئے بعد میں فرمایا کہ ایسی حالت میں تو میں آخری پندرہ منٹ کے لئے آیا کرتا ہوں، آج غلطی ہوگئی کہ جلدی آگیا اب پانی بہنے کی وجہ سے بیٹھنا مشکل ہو گیا ہے مگر چونکہ لوگوں کو ملاقات کا آخری وقت معلوم ہے سو اگر میں پہلے اٹھ جاتا ہوں تو شاید کوئی ملاقات کیلئے آئے اور پھر ملاقات نہ ہوسکنے کی وجہ سے اسے تکلیف ہو اسلئے میں پورا وقت بیٹھوں گا تکلیف برداشت کروں گا۔

(۴۷) دعاء مانگو تو پختہ عزم سے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ سے مانگیں تو ایسے نہ کہیں کہ یا اللہ تو چاہے تو میری مغفرت فرما تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما تو چاہے تو مجھے رزق دے پختہ عزم سے مانگو: ولیعزم مسألة (بخاری) یہ ان امور کے بارے میں ہے جن میں خیر محض ہو شر کا احتمال نہ ہو جیسے مغفرت و جنت اور رحمت و عافیت وغیرہ اگر کوئی یہ کہے کہ تیری مرضی دے دے تیری مرضی نہ دے تو یہ گستاخی کی بات ہے یہ تو استغناء ظاہر کر رہا ہے کہ تیری مرضی دے یا نہ دے مجھے ایسی ضرورت نہیں، پیچھے پڑ جائے مانگنے کے لئے پیچھے پڑ جائے۔ اور جہاں کسی کام میں خیر و شر دونوں کا احتمال ہو تو وہاں سُنّت کے مطابق استخارہ کرے۔ ویسے یہ کہنا کہ تیری مرضی ہے دے دے تیری مرضی ہے نہ دے یہ ٹھیک نہیں ایسی دعاء قبول نہیں ہوتی۔

(۴۸) دعاء کے درجات:

دعاء کا سب سے افضل درجہ یہ ہے کہ زبان سے دعاء کرے اور دل بھی حاضر ہو۔ دوسرا درجہ یہ کہ دل میں ہو زبان اگرچہ خاموش ہو۔ تیسرا درجہ یہ کہ زبان سے تو کہہ رہا

ہے اور دل خالی ہے، اس کا بھی کچھ نہ کچھ اثر تو ہوتا ہے مگر دیر سے ہوتا ہے۔ ایک چوتھا درجہ ہے جس کا کبھی اثر نہیں ہو گا وہ یہ کہ زبان سے تو کہہ رہا ہے اور دل میں خطرہ ہے کہ کہیں خدانخواستہ یہ کام ہو نہ جائے، دل میں یہ ہے کہ نہیں نہیں بالکل نہیں چاہئے اور زبان سے کہہ رہا ہے تو چونکہ اس کے دل میں طلب ہے ہی نہیں بلکہ اس چیز سے نفرت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ سناتے ہیں:

﴿انلزمکموھا وانتم لھا کارھون﴾ (۱۱-۲۸)

میری جس نعمت کو تم برا سمجھو گے جس نعمت سے تم نفرت کرو گے میں زبردستی وہ نعمت نہیں دوں گا۔ یہ قانون ہے کہ جب تک انسان کوشش نہیں کرتا تو یہ اس کی دلیل ہے کہ دل سے دعاء نہیں چاہت نہیں طلب نہیں۔ دنیا کے دستور سے سمجھ لیں اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ مجھے وسعت رزق کا وظیفہ بتا دیں مگر کوشش کرتا ہی نہیں دعائیں کرتا ہے کرواتا ہے وظیفے پوچھتا ہے پڑھتا ہے مگر کوشش نہیں کرتا تو اس کی یہ دعائیں قبول نہیں ہوں گی وظیفے بار آور نہیں ہوں گے اس لئے کہ کوشش نہ کرنا اس کی دلیل کہ اس میں طلب نہیں، اسے یہ کام کرنا ہی نہیں، پانی قریب میں ہو اور یہ دو رکعت نفل قضائے حاجات پڑھ کر دعاء کر رہا ہے کہ یا اللہ! پیاس بجھ جائے، یا اللہ! پیاس بجھ جائے، گلاس اٹھا کر اس میں پانی نہیں بھرتا تو پیاس تو نہیں بجھے گی۔ دعاء مانگ رہا ہے کہ اولاد ہو جائے مگر شادی کرتا نہیں تو اولاد کہاں سے ہو گی؟ جب انسان کوشش کئے بغیر ہی دعاء کرتا کرواتا ہے تو یہ دعاء دل سے ہے ہی نہیں یہ اس کی دلیل ہے کہ وہ اس کام کو نہیں چاہتا جب وہ چاہتا نہیں تو ایسے ہی زبان سے کہہ رہا ہے اللہ تعالیٰ کا مذاق اڑا رہا ہے اس کی دعاء قبول نہیں ہوتی۔

(۴۹) جہاد رحمت ہے:

جب کسی انسان کے جسم میں ناسور ہو جائے تو ناسور کو کاٹ کر باقی جسم کو بچا لیا جاتا

ہے، تھوڑی سی جگہ کاٹی باقی سارا جسم محفوظ ہو گیا، اسی طرح پوری دنیا کے بڑے بڑے کفار کو جب قتل کر دیا جائے گا تو باقی انسان جنت میں چلے جائیں گے۔ جہاد کی برکت سے اللہ تعالیٰ پوری دنیا کو جہنم سے نکال کر جنت میں پہنچانے کا سامان کر رہے ہیں اور رہتی دنیا تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اگر جہاد نہ ہوتا تو اسلام کیسے پھیلتا، اللہ تعالیٰ نے جہاد کو ذریعہ بنا دیا کہ رہتی دنیا تک کفار جہنم سے نکل نکل کر جنت میں آتے چلے جائیں۔ چند لوگوں کو جہنم میں بھیجنا تو قدرت نے لکھا ہے وہ تو ضروری ہے انہیں تو بھیجنا ہی ہے جب تک انہیں نہیں بھیجیں گے دوسرے لوگ جنت میں آ ہی نہیں سکتے۔

۵۰ ٹائی کی حقیقت:

فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل جزیہ کے لئے جو شعار متعین فرمائے تھے ان میں سے چند یہ ہیں:

1. شہر میں سوار نہیں ہوں گے۔
2. شہر سے باہر نکل کر بھی کود کر شان سے نہیں سادہ طریقے سے سوار ہوں۔
3. گھوڑے پر بغیر زین کے سوار ہوں گے۔
4. پیشانی سے متصل سر کا کچھ حصہ منڈا کر رکھیں گے۔
5. مسلمانوں جیسا لباس نہیں پہنیں گے۔
6. گلے میں رسی وغیرہ کوئی چیز غلامی کی علامت کے طور پر باندھیں گے۔

شاید "ٹائی" اسی کی ترمیم شدہ صورت ہے، اسے لوگ نکٹائی بھی کہتے ہیں، میں اسے "نک کٹائی" کہتا ہوں۔ جیسے "نک کٹے" کو "نکٹا" کہا جاتا ہے ایسے ہی "نک کٹائی" کا "نکٹائی" بن گیا۔ یہ دراصل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے گلے میں غلامی کا طوق ڈالا تھا جیسے کتے کے گلے میں پٹا ڈالا جاتا ہے۔ بعد میں جب مسلمانوں

نے جہاد چھوڑ دیا منکرات میں مبتلا ہو گئے تو یہود و نصاریٰ غالب اور مسلمان مغلوب ہو گئے، پھر انہوں نے غلامی کی خصوصیات کو معمولی حذف و اضافہ کے ساتھ باقی رکھا، جن کو آج کا احمق مسلمان عزت سمجھ کر ان کی نقالی کرتا ہے۔

(۵۱) اثر صحبت کی مثال:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلیس صالح اور جلیس سوء کی مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ اچھی مجلس اچھے ساتھی اچھے انسان کے پاس آمد و رفت کا کیا اثر ہوتا ہے اس کی مثال بیان فرمائی کہ جیسے عطار کی صحبت۔ آپ کسی عطار کے پاس جائیں تو تین فائدوں میں سے ایک ضرور حاصل ہو گا:

(۱) یا تو آپ عطر خرید لیں گے اسے لگاتے رہیں گے خوشبو آتی رہے گی اور جہاں جہاں آپ جائیں گے اہل مجلس بھی خوش ہوں گے۔

(۲) یا یہ کہ عطار آپ کو مفت دے دے تو بھی فائدہ ہوا۔

(۳) اور اگر نہ آپ خریدتے ہیں نہ وہ مفت میں دیتا ہے تو جتنی دیر اس کے پاس بیٹھے رہیں گے خوشبو آتی رہے گی۔

(نمبر تین کی وضاحت حضرت اقدس اس طرح فرماتے ہیں) بظاہر تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ تیسری قسم کا فائدہ اتنا ہی ہے کہ جب تک بیٹھا رہے خوشبو آتی رہے گی مگر در حقیقت اسی پر بس نہیں کہ اتنی دیر خوشبو سونگھتا رہے گا بلکہ اس کا اثر یہ ہو گا کہ دو کاموں میں سے ایک ہو کر رہے گا، جب یہ عطار کے پاس جانا نہیں چھوڑتا جاتا ہی رہتا ہے نہ یہ پیسا نکالتا ہے نہ وہ عطر نکالتا ہے مگر پھر بھی جانا نہیں چھوڑتا تو ہوتے ہوتے کیا ہو گا کہ یہ عطر سے مانوس ہو جائے گا خوشبو سونگھتے سونگھتے سونگھتے سونگھتے خوشبو کا عاشق ہو جائے گا، جب خوشبو سے بہت زیادہ مانوس ہو جائے گا تو پیسے نکالنے پر مجبور ہو جائے گا کسی نہ کسی دن خریدے گا۔ ایک جانب تو یہ ہو سکتا ہے کہ عطر سونگھ سونگھ

کر خوشبو دماغ میں رچ بس گئی اب اس کے بغیر آرام نہیں آتا چلو پیسا قربان کرو،
دوسری جانب عطار صاحب پر بھی اثر ہو سکتا ہے کہ وہ یہ سوچے کہ یہ روزانہ میرے
پاس آتا ہے کوئی اور مقصد تو ہے نہیں باہم دوستی کا تعلق ہے اگر یہ عطر نہیں خریدتا تو
چلو میں ہی اسے ہدیہ دے دوں۔ یہ جو تیسرا درجہ بتایا کہ کم سے کم اتنی بات تو ہوگی کہ
اس وقت تک خوشبو سونگھتا رہے گا اس کا اثر پہلی دو صورتوں میں سے ایک میں ضرور
ظاہر ہوگا۔

اس مثال کا مطلب یہ ہے کہ کوئی سالک طلب صادق لے کر کسی بزرگ کی
خدمت میں حاضر ہوتا رہے گا تو اسے اس بزرگ کی صحبت کی برکت سے ایک قسم کی
مناسبت ہوجائے گی اور وہ طالب مجاہدہ کر کے تزکیہ نفس پر آمادہ ہوجائے گا یہی
مطلب ہے عطر کو خریدنے کا کہ مجاہدہ سے تصفیہ باطن پر آمادہ ہوجائے گا۔ دوسری
صورت یہ کہ شیخ ہی کو اس پر رحم آجائے گا اور وہ بلا مجاہدہ کروائے ہی اسے سلوک کے
منازل طے کروا دیں گے۔ اصل اصول تو یہی ہے کہ بغیر مجاہدہ کے فائدہ نہیں ہوتا مگر
کبھی کبھار شاذ و نادر ہو بھی جاتا ہے، النادر کالمعدوم اتنا نادر ہے کہ گویا یہ ہے ہی
نہیں۔ بغیر مجاہدے کے کام نہیں بنتا مجاہدہ کروایا جاتا ہے، مجاہدہ اس لئے کروایا جاتا ہے
کہ اس کی طلب صادق کا امتحان ہوجائے کہ واقعۃً اس میں طلب ہے بھی یا نہیں۔ اور
تیسری صورت یعنی سالک کسی بزرگ کی خدمت میں حاضری دیتا رہے جانا نہ
چھوڑے تو مذکورہ دونوں صورتوں میں سے کوئی ایک لازمًا ہوجائے گی۔

صحبت سوء کی مثال بھٹی والی کی طرح ہے۔ کوئی اس کے پاس جاکر بیٹھے گا تو اس کا
کپڑا جل جائے گا ورنہ کم از کم جتنی دیر بیٹھے گا اس کی بدبو اور گرمی کی تکلیف تو ہوگی ہی،
اور یہ محض اس وقت تک ہی کی بات نہیں بلکہ یہ وہاں جاتے جاتے بدبو اور دھوئیں
سے مانوس ہوجائے گا اور خوشبو وغیرہ سے اسے نفرت ہوجائے گی۔ اس مثال کا
مطلب یہ ہے کہ بری صحبت بری مجلس اختیار کرنے سے انسان کے اندر بری عادتیں پیدا

ہوجاتی ہیں اگر یہ خود گناہ کے کام نہ بھی کرے تو بھی معصیت کی مجالس میں بیٹھنا برے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا بھی تو گناہ ہے اور پھر معاملہ صرف یہیں تک نہیں رہے گا بلکہ جب کوئی مسلسل بری صحبت اختیار کرتا رہے گا تو ہوتے ہوتے گناہوں کی برائی اس کے قلب سے نکل جائے گی اور وہ بھی بلا جھجھک گناہوں کا ارتکاب کرنے لگے گا۔

(۵۲) بوقت تلاوت دعائیں:

جب تلاوت کرتا ہوں تو ساتھ ساتھ دعائیں بھی جاری رہتی ہیں زیادہ تر وہاں رک کر نہیں کرتا اس لئے کہ آیات قرآنیہ پر اگر رک کر دعاء کرنے لگے تو پھر تلاوت کیسے کریں گے اس طرح تو تلاوت ہو ہی نہیں پائے گی۔ تلاوت کے ساتھ ساتھ دل ہی دل میں دعاء ہوتی ہے، اس کی عادت ڈالیں، اللہ تعالی توفیق عطاء فرمائیں۔ مثال کے طور پر:

اہل جنّت کا ذکر آیا تو دعاء ہو جاتی ہے: **اللھم اجعلنا منھم یا اللہ!** ہمیں ان لوگوں کی فہرست میں داخل فرمالے۔

جہنّم یا اہل جہنّم کا ذکر آیا تو دعاء ہو جاتی ہے: "یا اللہ! ہمیں بچالے، جہنّم اور اہل جہنّم سے ہم پناہ مانگتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کی بندوں کے ساتھ محبت، نصرت، مدد اور اچھے بندوں کے حالات جہاں جہاں آتے ہیں تو دعاء ہو جاتی ہے: "یا اللہ ہمیں اس فہرست میں داخل فرما لے۔"

برے لوگوں کے حالات پر اور ان پر نازل ہونے والے عذابوں کے ذکر پر دعاء ہوجاتی ہے: "یا اللہ! ہماری حفاظت فرما۔"

مختلف مثالیں سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں بارش کا ذکر بہت فرماتے ہیں، وہاں دعاء ہوجاتی ہے: "یا اللہ! ہمارے دلوں پر قرآن مجید کی بارش برسادے،

ہمارے دلوں پر تیری رحمت کی بارش ہو جائے، تیری محبت کی بارش ہو جائے“ یہ دعاء ہوتی رہتی ہے۔

﴿والیل اذا عسعس ○ والصبح اذا تنفس ○﴾ (۸۱ - ۱۷، ۱۸)

اللہ تعالیٰ قسم اٹھاتے ہیں رات کی جب وہ جانے لگے، ”عسعس“ کے دونوں معنی ہیں ”جانے لگے“ یا ”جب رات پھیلنے لگے“ اور قسم ہے صبح کی جب وہ ظاہر ہونے لگے۔ یہاں دعاء ہو جاتی ہے۔ یا اللہ! ہمارے دلوں کی رات کو ختم کر دے، دلوں کی ظلمت ختم کر دے، دلوں میں اپنی محبت کا آفتاب روشن فرما دے، تو جو آفتاب کے ذریعہ ظاہری رات کی اتنی بڑی ظلمتوں کو ختم کر دیتا ہے تیری اس قدرت کا صدقہ دلوں کی ظلمت دور کر دے، دلوں کو اپنی محبت کے انوار سے منور فرما دے۔

﴿عبس وتولی ○ ان جاءه الاعمی ○ وما یدریک لعله یزکی ○ او یذکر فتنفعه الذکری ○ اما من استغنی ○ فانت له تصدی ○ وما علیک الا یزکی ○ واما من جاءک یسعی ○ وھو یخشی ○ فانت عنه تلھی ○﴾ (۸۰ - ۱ تا ۱۰)

”رسول چیں بجیں ہو گئے اور متوجہ نہ ہوئے اس بات سے کہ ان کے پاس نابینا آیا اور آپ کو کیا خبر شاید وہ سنور جاتا یا نصیحت قبول کرتا تو اسے نصیحت کرنا فائدہ پہنچاتا، پھر جو شخص بے پروائی کرتا ہے آپ اس کی تو فکر میں پڑتے ہیں حالانکہ آپ پر کوئی الزام نہیں کہ وہ نہ سنورے اور جو شخص آپ کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے اور وہ ڈرتا ہے آپ اس سے بے اعتنائی کرتے ہیں۔“

ان آیات میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں متوجہ فرماتے ہیں۔ یہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسکین

تھے اور نابینا تھے۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشرکین وکفار کے بڑے بڑے رؤساء اور مالدار بیٹھے ہوئے تھے ایسے میں ان صحابی نے خدمت اقدس میں حاضری کی اجازت چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت منع فرمادیا۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ یہ تو اپنے ہی ہیں اور بہت اونچے درجے کے محبین میں سے ہیں اگر انہیں ابھی وقت نہیں دیا تو کوئی بات نہیں یہ تو ہر وقت فیض صحبت حاصل کرتے ہی رہتے ہی، کفار اس وقت بات سن رہے ہیں یہ ابھی ایمان نہیں لائے ان پر محنت کر رہا ہوں کچھ توجہ دے رہا رہوں شاید اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے دیں، اس مصلحت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی کو اس وقت میں روک دیا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی تو عجیب انداز سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تنبیہ فرمائی کہ ایک نابینا آگیا تو آپ بے رخی کر رہے ہیں! حالانکہ بے رخی کی یہ وجہ نہیں تھی کہ وہ مسکین تھے نابینا تھے مگر اللہ تعالیٰ زیادہ تنبیہ کے لئے فرماتے ہیں کہ ایک نابینا آگیا اس سے بے رخی کر رہے ہیں، آپ کو کیا معلوم کہ اس نابینا کا مقام کیا ہے، یہ آپ کے پاس ایک لمحہ بیٹھیں گے تو کتنے انوار جذب کریں گے اور پھر آگے دنیا میں پھیلائیں گے اور دوسرے جو بیٹھے ہوئے ہیں بڑے بڑے کافر رئیس انہیں ہدایت ہوگی نہیں پھر آپ کیوں ان کی فکر میں پڑتے ہیں اس نابینا کو کیوں وقت نہیں دیا۔ میں جب یہ سورۃ پڑھتا ہوں یا نماز میں امام صاحب سے سنتا ہوں تو یہ تصور کرتا ہوں کہ یا اللہ! وہ صحابی جن کی طرف تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری ہی رضا کی خاطر ایک مصلحت سے توجہ نہیں دی اس پر آپ ایسی تنبیہ فرما رہے ہیں تو ہم تو بہت دور ہیں بہت دور بہت دور اور تیرے سامنے پیش ہو رہے ہیں تو تو کیسے توجہ نہیں کرے گا، تیری اس رحمت کے صدقے سے ہمیں یقین ہے کہ ہم جو متوجہ ہو رہے ہیں تو تو ضرور ہماری طرف اپنی رحمت کو متوجہ فرمائے گا۔ یسعی وھو یخشی اس میں اس کا بیان ہے کہ امید اور خوف دونوں چیزیں ہونا ضروری ہیں۔ یسعی اسے امید، دل میں محبت، محبت بدرجہ

عشق وہ اسے آپ کی طرف بھگائے لئے آرہی ہے آپ کی خدمت میں بھاگا بھاگا آرہا ہے۔ ظاہراً دیکھنے میں کوئی شخص بھاگ نہ رہا ہو ویسے تیز تیز چل رہا ہو یا شوق سے جا رہا ہو تو کہتے ہیں بھاگا آرہا ہے یعنی بہت خوشی اور شوق سے آرہا ہے۔ وھو یخشی اور دل میں خوف بھی ہے، شوق کے ساتھ ساتھ خوف بھی ہے، خوف کس بات کا کہ کوئی بات محبوب کی رضا کے خلاف نہ ہو جائے، کہیں محبوب میری کسی حرکت سے ناراض نہ ہو جائے۔ ان آیات پر یہ بھی سوچتا ہوں کہ یا اللہ! شوق اور خوف سے حاضر ہوا ہوں، اس کا استحضار بھی کر لیتا ہوں، احتساب بھی کر لیتا ہوں کہ شوق اور خوف ہے یا نہیں، دعاء بھی ہو جاتی ہے کہ یا اللہ! وہی شوق اور خوف جو ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں تھا وہی شوق اور خوف ہمیں بھی عطاء فرما دے اور تیری وہ رحمت جو ان پر متوجہ ہوئی کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تنبیہ فرمائی اسی رحمت کے ہم بھی مستحق ہیں بلکہ دور ہونے کی وجہ سے زیادہ مستحق ہیں۔

﴿الیس ذلک بقدر علی ان یحی الموتی﴾ (۷۵-۴۰)

پر کہتا ہوں کہ بلی یارب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر دے تو کہتا ہوں بلی یارب ہاں میرے رب تو قادر ہے تو قادر ہے اور ساتھ ساتھ یہ دعاء ہو جاتی ہے کہ میرے مردہ دل کو بھی تو جلا دے تو تو مردوں کو زندہ کرے گا اپنی قدرت کاملہ سے مردہ دلوں کو بھی زندہ کر دے۔

﴿لمن خشی ربہ﴾ (۹۸-۸)

یہ بشارت ہے یا ہدایت ان کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں تو کہتا ہوں: یا رب انا اخشاک۔ ''میرے رب میں تجھ سے ڈرتا ہوں'' ساتھ ساتھ کہتا جاتا ہوں، کبھی نماز میں ہوں تو چونکہ زبان سے کہنا جائز نہیں اس لئے دل میں کہہ لیتا ہوں: اخشاک یارب۔ ''اے میرے رب میں تجھ سے ڈرتا ہوں۔''

﴿ان الینا ایابھم۝ ثم ان علینا حسابھم۝﴾ (۸۸-۲۵،۲۶)

اس پر یہ دعاء کرتا ہوں: اللھم حاسبنی حسابا یسیرا۔

﴿فسوف یحاسب حسابا یسرا۝ وینقلب انی اھلہ مسرورا۝﴾ (۸۴-۸،۹)

اس پر یہ دعاء ہوتی ہے: اللھم اجعلنی منھم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کا حساب ہوگا ہی نہیں، صرف دکھایا جائے گا۔(متفق علیہ)

﴿ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار۝﴾ (۱۳-۳)

یہی اس پر کہتا ہوں: یارب اجعلنی من اولی الابصار۔

﴿وما یذکر الا اولوا الالباب۝﴾ (۲-۲۶۹)

دوسری جگہ (۳-۷) انما یتذکر اولو الالباب۝ (۱۳-۱۹)

دوسری جگہ (۳۹-۹) ولیذکر اولو الالباب۝ (۱۴-۵۲)

﴿ولیتذکر اولوا الالباب۝﴾ (۳۸-۲۹)

﴿ان فی ذلک لذکری لاولی الالباب۝﴾ (۳۹-۲۱)

﴿ھدی و ذکری لاولی الالباب۝﴾ (۴۰-۵۴)

﴿رحمۃ منا و ذکری لاولی الالباب۝﴾ (۳۸-۴۳)

اس پر دعاء ہوجاتی ہے: یارب اجعلنی من اولی الالباب۔

﴿لمن کان لہ قلب او القی السمع و ھو شھید۝﴾ (۵۰-۳۷)

اس پر دعاء ہوجاتی ہے: اللھم اجعلنی منھم۔ قرآن مجید ان لوگوں کو ہدایت دیتا ہے جن کے سینوں میں دل ہیں دل۔ تو یہ دل کا ٹکڑا تو ہر ایک کے سینے میں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دل جو اللہ کو پیارا ہے، اللہ کی محبت والا دل ہو، اسے ہدایت

ہوتی ہے جو دل کو متوجہ کرے یا اسے ہدایت ہوتی ہے جو اللہ کی باتیں سنے تو خوب متوجہ ہو کر سنے۔ القی السمع و ھو شھید۔ یا اللہ! ہمیں بھی ان لوگوں میں سے بنا لے۔

﴿افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالھا﴾ (۴۷-۲۴)

کیا یہ لوگ قرآن میں تدبر نہیں کرتے۔ یہاں دعاء ہو جاتی ہے: یارب اجعلنی من المتدبرین فی القرآن۔ "یا اللہ! مجھے بھی قرآن میں تدبر کرنے والا بنا دے۔"

بس کہاں تک بتاؤں پورے قرآن میں ایسے ہی ہوتا رہتا ہے یہ تو کچھ آیات نمونے کے طور پر بتادیں۔

﴿۵۳﴾ بت شکن:

بی بی سی کے نمائندے نے طالبان میں سے کسی سے پوچھا کہ جب آپ بامیان جائیں گے تو وہاں جو بت ہیں ان کا آپ کیا کریں گے؟ اس نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بت توڑنے کے لئے بھیجا گیا انہوں نے بتوں کو توڑا تو ہم بھی ان بتوں کو توڑیں گے۔ جب بی بی سی سے یہ جواب نشر ہوا تو پوری دنیائے کفر نے اودھم مچا دیا۔ طالبان نے حضرت اقدس سے رابطہ کیا کہ یہ تو سارے ہمارے پیچھے پڑ گئے انہیں کیا جواب دیں۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا:

"انہیں یہ جواب دیں کہ تم نے ایسے معبود بنائے ہی کیوں ہیں جو خود کو ہم سے نہ بچا سکیں جو اپنی حفاظت نہ کر سکیں وہ تمہاری حفاظت کیا کریں گے۔"

﴿۵۴﴾ جسم دبوانا:

حضرت اقدس کسی زمانے میں عصر کے بعد مجلس یومی میں نیچے فرش پر بیٹھ کر بیان

فرماتے تھے آپ کا پاؤں سو جاتا تھا تو اٹھنے سے تھوڑی دیر پہلے اپنے پاؤں کو خود دباتے تھے۔ ایک بار اہل مجلس میں سے دنیوی لحاظ سے بلند شخص نے مفتی عبدالرحیم صاحب کے بارے میں کہا کہ ان سے پاؤں دبانے کے بارے میں فرما دیا کریں تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ کوئی سیٹھ پاؤں دبائے تو مزا بھی آئے مولوی سے پاؤں دبوانے میں کیا مزا بلکہ شرم آتی ہے۔

عرض جامع: حضرت اقدس ہاتھ پاؤں دبوانے سے منع فرماتے ہیں، آپ نے کبھی اپنی اولاد سے بھی ہاتھ پاؤں نہیں دبوائے۔

﴿۵۵﴾ مضبوط جوانوں کو دیکھ کر دعاء:

میں جب بھی کسی مضبوط جوان کو دیکھتا ہوں تو اس کے لئے یوں دعاء کرتا ہوں:

"یا اللہ! اسے توفیق عطاء فرما دے کہ یہ اپنی جوانی تیری راہ میں لگائے تو اپنی رحمت سے اس کی جوانی کو قبول فرمالے۔"

﴿۵۶﴾ محافظ کو نصیحت:

جن دنوں میں حضرت اقدس جہاد کی مشق کے لئے باہر جایا کرتے تھے اس وقت حضرت اقدس کے ساتھ ایک مسلح محافظ ہوا کرتا تھا حضرت اقدس اسے یہ نصیحت فرماتے:

"کبھی بھی یہ خیال دل میں نہ لائیے گا کہ آپ کے پاس اسلحہ ہے بلکہ ہمیشہ اللہ پر نظر رکھیں یہ اسلحہ اٹھانا تو درجۂ سبب میں ہے اللہ کا حکم ہے اس لئے اسلحہ ساتھ رکھا ہوا ہے ورنہ حفاظت کرنے والا تو اللہ ہی ہے۔"

﴿۵۷﴾ کافر خوش نہ ہوں:

حضرت اقدس نے کئی سالوں سے باہر نکلنا چھوڑ دیا ہے اپنے کمرے میں ہی رہتے

ہیں اور خدمت دین میں مشغول رہتے ہیں، نمازوں کے علاوہ بیان اور حفلۃ العلماء کے وقت میں مسجد میں تشریف لاتے ہیں۔ کسی نے حضرت اقدس سے کہا کہ آپ تو بالکل ہی بند ہو کر بیٹھ گئے کہیں آیا جایا کریں باہر نکلا کریں۔ ان کی یہ بات سن کر حضرت اقدس نے فرمایا کہ میں جو ایک کمرے میں بند رہتا ہوں یہ اس وجہ سے نہیں کہ میں موت سے ڈرتا ہوں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ کافروں نے میرے سر کی قیمت لگائی ہوئی ہے میں نہیں چاہتا کہ کافر مجھے قتل کر کے خوشیاں منائیں میں اللہ کے دشمنوں کو خوش نہیں کرنا چاہتا۔ رہی فضیلت شہادت سو وہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ویسے ہی عطاء فرمادیں گے، ارشاد ہے:

﴿ومن یطع اللّٰہ ورسولہ فاولئک مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصلحین وحسن اولئک رفیقا۝﴾ (۴-۶۹)

﴿والذین امنوا باللّٰہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم۝﴾ (۵۷-۱۹)

حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھمسان کی جنگیں لڑیں کفار کو خوب قتل کیا (موقع کی مناسبت سے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ اشعار یہاں نقل کئے جارہے ہیں جن سے آپ کے معرکہ ضرب وحرب کی شدت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ جامع) ؎

وقد لعب الھندی یوم فتوحھا
وکلت ایادینا وفی الروم نذبح
ثلاثون الفاقد محتھا سیوفنا
واکبادنہ من حرھا النار تقدح

الی ان ملانا البرو البحر منهم
وقد شبعت اسد الفلا وتر نحوا
و ولت ثلاثون الالوف شواردا
وعشرون الفامنهم قد تجر حوا
فمنهم قضی نحبا ومنهم بها طغی
ومنهم اناس فی المقابر روحوا
وبطلو سهم ذاک النهار قتلته
وکان مقدام الجیوش مرجح
فبادرته فی الحال حتی ترکته
صریحا علیه الغانیات تنوح
وعا جلته فی الرأس منی بضربة
فاضحی بها شطرین ملقی و مطرح
وعاد بسیف ابن الولید مجندلا
تمر به کل الحوادث تفلح

”فتح کے دن ہندی تلواریں خوب رقص کرتی رہیں اور رومیوں کو ذبح کرتے کرتے ہمارے ہاتھ تھک گئے۔“

”ہماری تلواروں نے ان کے تیس ہزار فوجی فنا کر دیئے اور شدت جنگ سے ہمارے کلیجے آگ بھڑکا رہے تھے۔“

”یہاں تک کہ ان کے مقتولین سے ہم نے دشت و صحراء بھر دیئے، صحراء کے شیر ان کے گوشت سے سیر ہو کر خوب گیت گا رہے تھے۔“

”ان کے تیس ہزار فوجی تتر بتر ہو کر بھاگ نکلے اور بیس ہزار زخمی پڑے

ہوئے تھے۔"

"ان میں سے بعض نے اپنا مقصد پورا کر لیا اور بعض سرکش ہو گئے اور بعض مر کر قبرستانوں میں چلے گئے۔"

"اور ان کے ملوس کو میں نے اسی دن قتل کر دیا اور وہ "مقدمۃ الجیش" اور سب سے غالب تھا۔"

"میں نے جلدی سے اسے قتل کر دیا اور اس کو رونے والیوں کے لئے میدان میں پڑا چھوڑ دیا۔"

"میں نے اس کے سر پر تلوار کی ایک ایسی ضرب لگائی جس سے وہ دو ٹکڑے ہو کر خون میں لت پت ہو کر گر پڑا۔"

"وہ خالد بن الولید کی تلوار کی مار سے زمین پر ایسا پڑا تھا جیسا کہ اس پر سارے حوادث آئے ہوں۔"

اتنی گھمسان کی جنگوں کے باوجود کوئی کافر آپ کو شہید نہ کر سکا، فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے بہت بڑے سپہ سالار تھے، آپ کا لقب، "سیف اللہ" تھا اگر آپ کو کوئی کافر قتل کرنے میں کامیاب ہو جاتا تو یہ بات کافروں کے لئے انتہائی خوشی کا باعث ہوتی اس لئے اللہ تعالیٰ نے کفار کو خوش ہونے کا موقع نہیں دیا۔

۵۸ عذاب الٰہی کا مدار:

اشکال: مانسہرہ میں ایک بستی کی تباہی پر یہ کہنا کہ "یہ عذاب الٰہی ہے" جب کہ دوسرے بہت سے شہروں میں اس سے بھی زیادہ فواحش و منکرات موجود ہیں اور وہاں ایسی کوئی تباہی نہیں ہو رہی، اس اشکال کا کیا حل ہے؟

جواب: حسنات کی کمیات و کیفیات کے مجموعہ اور سیئات کی کمیات و کیفیات کے مجموعہ میں سے جو غالب ہو اس کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں۔

۵۹ فساق سے نکاح کرنے کے فسادات:

فساق کے ساتھ نکاح وغیرہ کے رشتے جوڑنا جائز نہیں کیونکہ اس میں یہ فسادات ہیں:

۱ صحبت فساق:

فاسق کی صحبت دنیا اور آخرت دونوں کی تباہی کا باعث ہوتی ہے جب کہیں فاسق سے رشتہ ہو گا تو اس کے ساتھ رہنا پڑے گا اور ساتھ رہتے رہتے اس کا اثر سرایت کرے گا اور یہ بھی اسی جیسا ہو جائے گا۔ حدیث میں صحبت فساق سے بہت ڈرایا گیا ہے (اسی جلد کے ملفوظ نمبر ۵۱ میں یہ حدیث آچکی ہے۔ جامع)

۲ محکومہ فاسق:

اگر کوئی صالحہ کسی فاسق سے شادی کرلے تو یہ اس کی محکومہ بن گئی جب فاسق کی صحبت کا اتنا برا اثر ہے تو محکومہ بننے کے بعد اس کے فسق و فجور سے متأثر ہوئے بغیر کیسے رہ سکتی ہے۔

۳ فراش فاسق:

یہ دین کی بہت سخت توہین ہے کہ صالحہ فاسق کے لئے فراش بنے اور اگر کوئی خوشی سے یہ کام کررہی ہے تو یہ کفر ہے۔

۴ صالحہ کا کفو صالح:

کفو کے مسئلہ میں سب سے مقدم چیز یہ ہے سب سے مقدم پہلے نمبر پر کہ صالحہ

فاسق کی کفو نہیں۔ غیر کفو میں اگر ولی کی رضا کے بغیر لڑکی نے نکاح کر لیا تو وہ نکاح ہوتا ہی نہیں۔ صالحہ کا کفو صالح شخص ہے اور کفو میں رشتہ کرنے کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔

⑤ کفار و فساق کو دوست مت بناؤ:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یا یھا الذین امنوا لا تتخذوا الکفرین اولیاء من دون المؤمنین اتریدون ان تجعلوا اللّٰہ علیکم سلطنا مبینا ۝﴾

(۴-۱۴۴)

”اے ایمان والو! تم مؤمنین کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بناؤ کیا تم یوں چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی حجت صریح قائم کر لو۔“

اس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ مؤمنین کے لئے کافروں سے دوستی رکھنا جائز نہیں اگر کسی نے ایسا کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی گرفت بہت زبردست ہوگی اس سے بچیں۔ کافر اور فاسق ان معاملات میں ایک ہی حکم رکھتے ہیں بلکہ فاسق زیادہ خطرناک ہیں اس لئے کہ کافر کے بارے میں تو لوگ سمجھتے ہیں کہ کافر ہے اور فاسق کو سمجھتے ہیں کہ یہ تو مسلمان ہے اس لئے اس کی خباثتوں میں پھنس جاتے ہیں اور اس کے وبال سے نہیں بچ سکتے۔

⑥ متقین سے تعلّقات قائم کریں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿لا یاکل طعامک الا تقی﴾ (احمد)

”تیرا کھانا متقی شخص کے سوا کوئی نہ کھائے۔“

آپ کا کھانا صرف متقی لوگ ہی کھائیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی فاسق آ گیا

تو اسے کھانا نہ کھلائیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے رشتے اور تعلقات صرف متقی لوگوں سے رکھیں اس لئے کہ جن کے ساتھ رشتے ہوں گے تعلقات ہوں گے آمدورفت بھی زیادہ انہی کی ہوگی، انہی سے ملنا جلنا، کھانا پینا سب کچھ ہوگا، اس لئے صلحاء سے نیک لوگوں سے رشتے جوڑیں۔

۷ فاسق کو سلام کہنا مکروہ:

فاسق کو سلام کہنا مکروہ ہے، جب سلام کہنا مکروہ ہے تو اس کا فراش بننا کیسے جائز ہوگا۔

۸ سلسلہ کی توہین:

سلسلہ میں داخل لڑکیاں فساق وفجار سے نکاح کریں گی تو اس میں سلسلۂ بیعت کی توہین اور بدنامی ہے۔

۹ شیخ کی توہین:

اس میں شیخ کی توہین اور اس کی بدنامی ہے۔

۱۰ اللہ سے عہد شکنی:

بوقت بیعت اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ تیرے دین پر قائم رہیں گے پھر اگر کسی فاسق یا جاہل سے نکاح کر لیا تو اللہ کے عہد کو توڑ دیا جس کا بہت زبردست وبال پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔

۱۱ عظمت دین کے منافی:

دنیادار لوگوں کے ذہن میں جو رشتے کا معیار ہوتا ہے اس سے کم معیار کا رشتہ وہ

قبول نہیں کرتے خواہ لڑکیاں بوڑھی ہو جائیں مر جائیں اپنے معیار سے کم پر راضی نہیں ہوتے مگر دیندار کہلانے والے دو چار سال صبر کرنے کے بعد معیار چھوڑ دیتے ہیں بے دین اور فاسق لوگوں سے رشتے کر دیتے ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہو کہ دنیادار لوگوں کے دل میں دنیا کی جتنی عظمت و وقعت ہے دیندار کہلانے والوں کے دلوں میں دین کی اتنی عظمت نہیں۔

۱۲ کسی بھی مصلحت سے گناہ کرنا جائز نہیں:

یہ بات بھی سننے میں آتی رہتی ہے کہ لڑکی دیندار ہے اس لئے اس کی شادی اگر بے دینوں میں کر دی تو یہ وہاں جا کر انہیں بھی تبلیغ کرے گی اور انہیں بھی اپنے جیسا بنا لے گی۔ لیکن یہ کیسے معلوم ہے کہ لڑکی انہیں اپنے جیسا بنائے گی یا وہ لڑکی کو بے دین بنا دیں گے اور یہ بھی ان کے ساتھ مل کر جہنم میں چلی جائے گی۔ یہ بات اچھی طرح یاد رکھیں کہ اسلام کا قطعی قانون یہ ہے کہ کسی کو اسلام کی طرف لانے کے لئے کوئی گناہ کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں۔

شادیوں کے حالات دیکھنے سننے کے بعد آیندہ کے لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ شادی سے پہلے لڑکیوں کو اصلاح تعلّق رکھنے کی اجازت تو دی جائے مگر انہیں بیعت نہ کیا جائے البتہ اگر اس کا والد یا دوسرا ولی اس بات کا اطمینان دلائے کہ وہ فاسق اور بے دین لوگوں میں اس کا رشتہ نہیں کریں گے تو ایسی لڑکی کو بیعت کیا جا سکتا ہے۔

۶۰ رشتہ کرنے کی شرائط:

دارالافتاء سے تعلّق رکھنے والے مرد اور خواتین کیلئے رشتہ کرنے کی یہ شرائط ہیں:

❶ فاسق نہ ہو۔

❷ علماء دیوبند سے کم از کم اتنا تعلّق رکھتا ہو کہ ان کی کتابیں دیکھتا ہو ان کے وعظ سنتا ہو

اور ان سے مسائل پوچھتا ہو۔

❸ علماء دیوبند میں سے کسی سے اصلاحی تعلق یا کم از کم خصوصی عقیدت رکھتا ہو۔

❹ جہاد کی مخالفت نہ کرتا ہو۔

اگر ان شرائط کے خلاف کیا تو دار الافتاء سے تعلق ختم۔

(۶۱) شکر ہی شکر:

دنیا میں انسان کیسی ہی حالت میں ہو وہ مقام صبر نہیں مقام شکر ہے کیونکہ اللہ کے احسانات، اس کی نعمتیں بہت زیادہ ہیں۔ انسان کیسے کہہ دیتا ہے کہ اس کے پاس یہ نعمت نہیں، یہ نعمت نہیں۔ اتنے بڑے محسن کے احسانات کا انکار کرتے ہوئے ذرا بھی تو شرم نہیں آتی، احسانات کو، نعمتوں کو نہیں سوچتے مصیبت کو سوچتے ہیں۔ وہ لوگ جن کے قلوب میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استحضار رہتا ہے وہ ہر حالت میں خوش رہتے ہیں ان کی نظر تو ہر وقت اللہ کے احسانات اور بے شمار نعمتوں پر رہتی ہے۔

حضرت لقمان علیہ السلام پہلے غلام تھے، ایک بار ان کے آقا نے کہا کہ باغ سے ایک ککڑی لاکر کھلاؤ، وہ ککڑی لے گئے، مالک نے کہا کہ پہلے اسے تم خود چکھ کر دیکھو کڑوی تو نہیں۔ انہوں نے جو کھانی شروع کی تو خوب مزے سے کھا رہے ہیں اور واہ سبحان اللہ! واہ سبحان اللہ! کہتے جا رہے ہیں جیسے بڑی مزے دار ہو۔ جب مالک نے کھائی تو وہ بہت کڑوی، مالک نے پوچھا کہ تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں یہ تو بہت کڑوی ہے؟ حضرت لقمان علیہ السلام نے فرمایا کہ جس آقا کے ہاتھ سے ہزاروں میٹھی چیزیں کھائیں اس آقا کے ہاتھ سے اگر ایک چیز کڑوی مل گئی تو کیا منہ بناؤں؟

(۶۲) خون شہید کی خوشبو پر اشکال کا جواب:

شہداء کے خون کی خوشبو کے بے شمار قصے کئی سالوں سے سننے میں آرہے ہیں اس

بارے میں ایک اشکال کسی نے کیا ہے وہ یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو بہت بڑی تعداد میں شہید ہوئے ان کی تاریخ بھی دنیا میں موجود ہے جس میں ایسا کوئی تذکرہ نہیں ملتا کہ کسی شہید صحابی کے خون سے خوشبو آئی ہو جب کہ اب جو لوگ شہید ہوتے ہیں ان کے خون سے خوشبو آتی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانے میں کوئی بھی مسلمان کہلانے والا ایسا نہیں تھا جو جہاد کا منکر ہو منافقین کی بات تو الگ رہی وہ تو ہیں ہی منافق، مسلمان کہلانے والے جنہیں دوسرے لوگ بھی مسلمان سمجھتے ہوں اس زمانے کے مسلمان منافقین کے بارے میں سمجھتے تھے کہ یہ منافقین ہیں۔ جنہیں دوسرے لوگ مسلمان سمجھتے ہوں اور یہ مسلمانوں کے زمرے میں داخل ہوں ان میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں تھا جو جہاد کا منکر ہو بلکہ ان کے نزدیک اسلام اور جہاد ایک ہی چیز تھی، ان کا ایمان ایسا پختہ تھا ایسا کامل تھا کہ خوشبو آئے یا نہ آئے۔ بہرحال وہ سمجھتے تھے کہ ٹھیک ہے اللہ کی خاطر جان دے رہے ہیں کسی خوشبو وغیرہ کی انہیں ضرورت نہ تھی بلکہ اگر خدانخواستہ کسی شہید کے خون سے بدبو بھی آتی تو وہ یہی کہتے کہ یہ شیاطین کا تصرف ہے خوشبو آئے یا بدبو ہمیں تو اللہ کی تجلی محسوس ہو رہی ہے، یہ جواب دیتے، کچھ بھی ہو جائے اللہ پر ان کا ایمان ایسا تھا کہ انہیں بال برابر بھی تردد نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ شہادت قبول ہے یا نہیں۔اس زمانے میں بہت سے مسلمان کہلانے والے جہاد کے منکر ہیں کھلا کھلا انکار کر رہے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ معاملہ پیدا فرما دیا کہ اس زمانے کے شہداء کے خون میں خوشبو رکھ دی تاکہ یہ منکرین اگر ویسے نہیں مانتے تو شاید ایسے ہی مان لیں خون کی خوشبو سونگھ کر یا خوشبو کی خبریں سن کر جو اتنی زیادہ آ رہی ہیں کہ حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں اتنے لوگ تو جھوٹ نہیں بول سکتے اور اگر ان پر اعتماد نہیں تو خود جا کر دیکھ لیں۔ان کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں شہداء کے خون میں خوشبو رکھ دی اور یہ سب کچھ دیکھنے سننے کے باوجود بھی اگر ہدایت نہیں ہوتی تو پھر دعاء ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے دیں، ہدایت تو اللہ تعالیٰ کے

قبضے میں ہیں۔

(۶۳) عہد اور وعدہ کا حکم:

ایک ہوتا ہے عہد دوسرا وعدہ، وعدہ ایک جانب سے ہوتا ہے اور عہد اسے کہتے ہیں کہ دو شخصوں نے مل کر کوئی معاملہ طے کیا ہو۔

وعدہ: وعدہ کے احکام یہ ہیں:

❶ اگر وعدہ کرتے وقت دل میں یہ خیال ہو کہ اس کا ایفاء نہیں کرے گا تو یہ حرام ہے۔

❷ وعدہ کرتے وقت ایفاء کا عزم تھا بعد میں بلا عذر ایفاء نہیں کیا تو یہ مکروہ تنزیہی ہے البتہ اگر اس سے کسی کو ایذاء پہنچے تو یہ حرام ہے۔

❸ ایفاء کا عزم تھا مگر کسی عذر کی وجہ سے نہ کر سکا تو اس میں کوئی کراہت نہیں مگر بعد میں معذرت کرنی چاہئے تاکہ دوسرے کو بدگمانی نہ ہو۔

عہد: عہد کا ایفاء بہر حال فرض ہے، اس کے خلاف کرنا بہت سخت گناہ ہے، اس کے بارے میں بہت سخت وعیدیں ہیں۔

(۶۴) نکاح کا حکم:

فرمایا: اگر شادی نہ کرنے سے کسی کے دین پر خطرہ ہو تو اس کے لئے واجب ہے۔ اور جسے خطرہ نہ ہو اس کے لئے دو حالتیں ہیں:

❶ اگر کسی سے نکاح کرنے میں دین کی حفاظت کا یقین نہ ہو تو جائز ہے لیکن نہ کرنا بہتر ہے۔

❷ اگر بظاہر کوئی ایسا موقع ہو کہ دین کا کوئی ضرر نہ ہو گا تو ایسی صورت میں سُنّت مؤکدہ ہے۔

۶۵ سورج اور چاند گرہن باعث عبرت:

ایک ہوتا ہے کسی چیز کا سبب دوسری چیز ہے حکمت یعنی اس سے عبرت حاصل کرنا دونوں الگ چیزیں ہیں۔ لوگوں نے جب چاند کے گھٹنے بڑھنے کا سبب پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا سبب بیان نہیں فرمایا حکمت بیان فرمائی:

﴿یسئلونک عن الاھلة قل ھی مواقیت للناس والحج﴾

(۲-۱۸۹)

شریعت اسباب نہیں بتاتی عبرت کے اسباق دیتی ہے سورج اور چاند گرہن اللہ تعالیٰ کی قدرت نمونے ہیں کہ یہ سورج چاند وغیرہ اللہ نہیں اللہ کی مخلوق ہیں اللہ تعالیٰ جب چاہیں انہیں روشن کر دیں اور جب چاہیں ان کی روشنی کو اندھیرے میں بدل دیں، جو لوگ سبع سیارات کی عبادت کرتے ہیں ان میں چاند سورج بھی شامل ہیں، اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ چاند سورج کی عبادت مت کرو:

﴿ومن ایته اللیل والانھار والشمس والقمر لا تسجدو اللشمس ولا للقمر واسجدوا للّٰہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون۞﴾ (۴۱-۳۷)

جب اللہ تعالیٰ غیر اللہ کی الوہیت کی نفی کر رہے ہیں تو اسی وقت اللہ تعالیٰ کی الوہیت کی طرف متوجہ ہو جاؤ: لا الہ الا اللّٰہ۔ صرف اللہ ہی کی عبادت کے لائق ہے اسی کی طرف متوجہ رہو اور استغفار کرو۔

لوگوں میں سورج اور چاند گرہن سے متعلق بہت سے غلط باتیں مشہور ہیں مثلاً اس وقت میں چاند سورج تکلیف میں ہوتے ہیں یہ صحیح نہیں، اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس وقت میں حاملہ عورت بالکل سیدھی لیٹی رہے کچھ نہ کرے ورنہ بچے میں کسی قسم کا نقص ہو جائے گا، یہ سب توہمات ہیں جو غلط ہیں ہاں صرف اتنی احتیاط کریں کہ آفتاب

کی طرف دیکھیں نہیں طبی لحاظ سے اسے دیکھنا مضر ہے اگر دیکھنا ہی ہو تو پیالے میں پانی بھر کر اس میں آفتاب کو دیکھیں صاف نظر آئے گا کہ کتنا حصہ روشن ہے اور کتنے پر گرہن ہے۔

۶۶ زکوٰۃ کا غلط استعمال:

کئی قومیں اس طرح کر رہی ہیں کہ ہسپتال وغیرہ کھولتے ہیں پھر اس کے لئے چندہ وغیرہ جمع کر کے مریضوں کا علاج کرتے ہیں، زکوٰۃ اور چرم قربانی وغیرہ بھی لوگ یہاں دیتے ہیں یہاں جو عملہ کام کرتا ہے اس کی تنخواہیں انہی رقوم سے دی جاتی ہیں، یہ صحیح نہیں مد زکوٰۃ سے تنخواہیں دنیا جائز نہیں اگر دے دیں تو دینے والا گنہگار ہوگا اور اس رقم کا ضمان اس پر واجب ہوگا۔ البتہ لینے والے کو کوئی گناہ نہیں کیونکہ وہ تو اپنی محنت کی تنخواہ لے رہا ہے اس کے لئے جائز ہے۔

اہل مدارس نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ مہتمم خود کو طلبہ کا وکیل قرار دے کر مد زکوٰۃ میں تصرف کرتا ہے مدرسے کی تعمیر، اساتذہ کی تنخواہیں کتب خانہ اور جہاں بھی ضرورت ہو خرچ کرتا ہے۔ یہ بھی صحیح نہیں مہتمم طلبہ کا وکیل نہیں ہوتا اس کے لئے اس طرح زکوٰۃ کو خرچ کرنا جائز نہیں البتہ مدرسے کا باورچی جو کہ طلبہ کے لئے کھانا پکاتا ہے اس کی تنخواہ زکوٰۃ سے اداء کرنا جائز ہے یہ وکیل ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ کھانے پر مصارف کیا کیا آرہے ہیں پھر اس کی قیمت لگائی جاتی ہے کھانا پکانے میں آٹا، گھی، مصالحے، سوختہ وغیرہ اور کھانا پکانے والے کی اجرت سب کے مصارف کو ملا کر یہ کہیں گے کہ اتنے روپے طلبہ کے کھانے پر خرچ ہوئے۔

۶۷ محبت کے کرشمے:

ایک بار سلطان محمود نے ایاز کو حکم دیا کہ بہت قیمتی جواہر کا گلاس خرید کر لاؤ، وہ لے

آئے تو حکم دیا اسے توڑ دو انہوں نے فوراً توڑ دیا پھر سلطان نے ایاز کو ڈانٹا کہ اتنا قیمتی گلاس کیوں توڑا؟ انہوں نے عرض کیا حضور! غلطی ہوگئی معاف فرمائیں۔ یہ ہیں محبت کے کرشمے، یہاں مظاہرہ محبت کے تین مواقع ہیں:

❶ جب بادشاہ نے قیمتی گلاس خرید کر لانے کا حکم دیا تو عرض کرتے کہ کیا حضور خزانے میں بہتر سے بہتر قیمتی گلاسوں کی کمی ہے نئے گلاس کی کیا ضرورت۔

❷ جب بادشاہ نے گلاس کو توڑنے کا حکم دیا تو عرض کرتے کہ حضور نے خود ہی تو منگوایا پھر اتنے قیمتی گلاس کو کیوں تڑوا رہے ہیں اتنا مال ضائع کر رہے ہیں۔

❸ بادشاہ نے جب ڈانٹا کہ کیوں توڑا تو کہتے حضور! آپ ہی نے تو حکم دیا ہے۔

ایاز نے ایک ہی موقع پر عقل کے بندوں کو تین سبق پڑھا دئے۔ عارف کامل حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کی عظمت کا نقشہ یوں کھینچا ہے ؎

اگر شہ روز را گوید شب است این
بباید گفت اینک ماہ و پروین

”اگر بادشاہ دن کو رات کہے تو کہنا چاہئے کہ یہ رہے چاند اور ثریا۔“

(۶۸) حضرت اقدس کی شجاعت اور شوق شہادت:

مظفر آباد سے اٹھمقام کی طرف جانے کے لئے جو راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے وہ دشمن کے مورچوں کے بالکل سامنے ہے اس لئے یہاں سے رات کو گزرتے وقت گاڑی کی بتیاں بند رکھنی پڑتی ہیں۔ حضرت اقدس جب اپنے خدام و دیگر مجاہدین کے ساتھ اٹھمقام تشریف لے جا رہے تھے تو ڈرائیور نے گاڑی کی بتیاں بند نہیں کیں جس کی وجہ سے دشمن نے گاڑی پر فائرنگ کر دی۔ بحمد اللہ گاڑی بحفاظت تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ واپسی کے وقت حضرت اقدس کی نشست دشمنوں کے مورچوں کی طرف تھی، خدام نے احتیاط کے پیش نظر چاہا کہ حضرت اقدس نشست بدل لیں، سب خدام کو یقین تھا

کہ نشست تبدیل کرنے کی یہ حکمت اگر حضرت اقدس پر ظاہر کردی گئی تو آپ اسے ہرگز قبول نہ فرمائیں گے بلکہ خدام پر برہم ہوں گے اس لئے یہ مصلحت ظاہر کئے بغیر کوئی دوسری وجہ ظاہر کر کے نشست تبدیل کرنے کی درخواست کی گئی تو حضرت اقدس نے فرمایا:

"میں آپ لوگوں کا مقصد سمجھ رہا ہوں، آپ مجھ سے نہ تو بہادری اور شجاعت میں زیادہ ہیں اور نہ شوق شہادت میں۔"

یہ فرما کر نشست تبدیل کرنے سے انکار فرمادیا۔

﴿۶۹﴾ اسلحہ سے متعلّق ایک مسئلہ:

ایک مسئلہ ہے کہ لوہے کو کوئی نجاست لگ جائے خون وغیرہ تو لوہے کو مٹی سے اتنا رگڑ دینے سے کہ اس پر سے خون کا اثر اتر جائے لوہا پاک ہوجاتا ہے دھونے کی ضرورت نہیں۔ یہ مسئلہ حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے جہاں بیان فرمایا تو دلیل بڑی عجیب بیان فرمائی وہ یہ کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جہاد میں تلواریں استعمال کرتے تھے تلواریں دشمنوں کے جسموں کو کاٹتی ہوئی اندر گھستی تھیں ٹکڑے ٹکڑے کرتی چلی جاتی تھیں خون میں لت پت تلواریں وہ تلواریں دشمنوں کا خون بہت پیتی تھیں پھر ان تلواروں کو دھوتے نہیں تھے اللہ کے دشمنوں پر استعمال کیں اس کے بعد انہیں مٹی سے رگڑا خون اتر گیا تو ویسے ہی لٹکا کر نماز پڑھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز کی حالت میں تلواریں اتارتے نہیں تھے تلواریں لگی رہتی تھیں، تلواریں لگا کر نماز پڑھتے تھے۔ یہ دلیل بھی دیکھئے کیسی عجیب، انسان کا جیسا ذہن ہوتا ہے ویسی ہی باتیں اس کے دل میں آتی ہیں، حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا ذہن کیا تھا جہاد جہاد، اللہ کے دشمنوں کو قتل کرو قتل کرو قتل کرو۔ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ قرآن کے ماہر تھے، قرآن پر غور

فرماتے تھے، قرآن کی تعلیمات ان کے دلوں میں اتری ہوئی تھیں راسخ تھیں راسخ، اس لئے ان کا ذہن تو ادھر ہی جاتا کہ اللہ کے دشمنوں کو قتل کرو۔

⑦⓪ اللہ میرے دل کو کھینچ لے:

اللہ تعالیٰ نے ملکہ سبا کو کہاں سے کھینچا اور کس طرح ایک پرندے کو ذریعہ بنادیا، میں یہ دعاء کرتا ہوں کہ یا اللہ! تیری رحمت نے ملکہ سبا کو کہاں سے کھینچا اسی رحمت کے صدقہ سے میں سوال کرتا ہوں کہ میرے دل کو اپنی طرف کھینچ لے۔

⑦① علم دین کی برکت:

امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے بچپن میں ہی ان کے والد کا انتقال ہو گیا، والدہ نے انہیں ایک دھوبی کے پاس کام سیکھنے کے لئے بٹھادیا، یہ جب دھوبی کے پاس جاتے تو راستے میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجلس ہو رہی ہوتی تھی ایک دن یہ بھی مجلس میں بیٹھ گئے اور پھر ایسا دل لگا کہ دھوبی کے پاس جانے کی بجائے وہیں مجلس میں بیٹھ جاتے، والدہ کو پتا چلا تو انہوں نے سمجھایا کہ بیٹا کچھ کام سیکھو تاکہ کوئی ذریعہ معاش ہو جائے مگر یہ نہ مانے تو والدہ نے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر گزارش کی کہ اس بچے کو سمجھائیں کہ یہ یہاں نہ بیٹھا کرے بلکہ کام سیکھنے جایا کرے، یتیم ہے کچھ کمانے کے قابل ہو جائے۔ امام رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی والدہ سے فرمایا کہ یہ تو روغن پستہ میں فالودہ کھانے کا ہنر سیکھ رہا ہے اور انہیں اشرفیوں کی ایک تھیلی دے کر فرمایا کہ اسے خرچ کرو پھر ایک تھیلی کے ختم ہونے سے پہلے امام صاحب دوسری تھیلی بھجوادیا کرتے تھے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتے رہے اور آپ کے ماتحت ونگرانی میں کام کرتے رہے حتیٰ کہ ہارون الرشید رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور حکومت میں قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) بنے۔ ہارون

الرشید امام ابویوسف کی از حد تعظیم کرتے تھے، ایک بار دونوں حضرت کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ہارون الرشید نے امام صاحب کی طرف ایک پیالہ بڑھا کر کہا کہ یہ کھائیں یہ ایسی شے ہے جو میں بھی کبھی کبھار کھاتا ہوں۔ امام صاحب نے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو ہارون الرشید نے بتایا یہ روغن پستہ میں فالودہ ہے۔ یہ سن کر امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ بے اختیار ہنس دیئے ہارون الرشید رحمہ اللہ تعالیٰ نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے تو آپ نے سارا قصہ انہیں سنایا، قصہ سن کر ہارون الرشید رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"امام کے دل کی آنکھیں وہ دیکھتیں تھیں جو ہمارے سر کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔"

یہ حقیقت عام زبان زد ہے:

قلندر آنچہ گوید دیدہ بگوید

یہاں یہ سوچئے کہ امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی والدہ انہیں دھوبی بنانا چاہتی تھیں اگر ان کی بات مان لیتے تو دھوبی یعقوب (امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام یعقوب تھا) کا کیا حال ہوتا گدھے پر گندے ناپاک کپڑے اٹھا کر لے جاتے، گدھا بھی کبھی زور سے ہوا خارج کر دیتا، شوشو کر کے کپڑے دھوتے، کپڑے دھوتے وقت یہ آواز نکالنا دھوبیوں کا کچھ فنی بات ہے، ہر وقت پانی میں رہنے کی وجہ سے ہاتھ پاؤں بہت خراب ہو جاتے ہیں خاص طور پر پاؤں کی انگلیاں تو پانی میں کثرت سے رہنے کی وجہ سے گل سی جاتی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑے پیر کے پاس پہنچا دیا، لوگ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بڑا پیر کہتے ہیں حالانکہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے بڑا پیر و بزرگ کوئی نہیں گزرا۔ والدہ نے تو کہا ہوگا کہ ملاجی! میرے بچے پر رحم کھاؤ، بے کار نہ بناؤ یہ کچھ کھانے کمانے کا ہو جائے اس کا مستقبل روشن ہو جائے۔ مگر ملاجی (ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ) نے کہا کہ اب یہ میرا بیٹا ہے۔ اور یہ روغن پستہ میں فالودہ

کھانے کا ہنر سیکھ رہا ہے۔

ایک بار مجھے امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی نقل اتارنے کا خیال ہوا، ایسے کاموں میں یہ بھی خیال رہتا ہے کہ زیادہ تکلف نہ کرنا پڑے تاکہ مشاغل دینیہ میں خلل واقع نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے بہت آسان تدبیر دل میں ڈال دی، سویاں تو گھر میں ہوتی ہی ہیں اور پستہ بھی اکثر تو گھر میں رہتا ہے مگر اس موقع پر گھر میں نہیں تھا میں نے طلبہ سے پستے منگوائے سویاں پکوا کر ان میں پستہ ڈال دیا اور بڑے مزے سے کھایا بہت مزے سے اتنا مزا آرہا تھا کہ کچھ نہ پوچھئے، امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی نقل اتار رہا تھا اس لئے بہت مزا آرہا تھا۔

﴿۷۲﴾ اللہ تعالیٰ سے حسن ظن:

ایک طالب علم کو وہم کا مرض ہے وہ مجھے بار بار لکھتے رہتے تھے کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں آخر ایک بار میں نے انہیں ڈانٹ کر کہا کہ اگر آیندہ اس سلسلہ میں کچھ لکھا تو ایسا تھپڑ لگاؤں گا کہ دماغ ٹھیک ہوجائے گا۔ اس کے بعد مجھے خیال آیا کہ اس سے تو بڑا عجیب سبق ملتا ہے وہ یہ کہ اگر کوئی بقدر استطاعت احکام شرعیہ پر چلتا ہے کوئی غلطی ہوجاتی ہے تو توبہ کرلیتا ہے پھر اگر وہ یہ سوچے کہ اللہ مجھ سے ناراض ہے تو ایسے نالائق پر اللہ تعالیٰ کو کتنا غصہ آئے گا۔

﴿۷۳﴾ زندگی کا موقوف علیہ تین خوبیاں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿اذا کان امراؤکم خیارکم واغنیاؤکم سمحاء کم وامرکم شوری بینکم فظھر الارض خیر لکم من بطنھا واذا کان امراؤکم شرارکم واغنیاؤکم بخلاء کم وامورکم الی نساء

کم فبطن الارض خیر لکم من ظھرھا۔ رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب

جب مسلمانوں میں تین خوبیاں رہیں اس وقت تک تمہارے لئے زمین کی پشت اس کے پیٹ سے بہتر ہے یعنی زندگی موت سے بہتر ہے اس لئے کہ زندگی تو ہے آخرت بنانے کے لئے اور ان اچھے حالات میں آخرت بنتی جائے گی وہ تین خوبیاں یہ ہیں:

① امراؤکم خیارکم:

پہلی خوبی یہ کہ تمہارے حکام نیک ہوں، جب تک حکام نیک رہیں گے زندگی اچھی گزرے گی۔ میں یہ حدیث بھی بار بار دہراتا رہتا ہوں: اعمالکم عمالکم (المقاصد الحسنة) یعنی جیسے تمہارے اعمال ہوں گے ویسے ہی حکام ہوں گے اللہ تعالیٰ ان اعمال کو ہی حاکم بنادیتے ہیں۔ اگر اچھے حکام چاہتے ہیں تو اپنے اعمال کا جائزہ لیں، خود بھی اللہ تعالیٰ کی تمام نافرمانیوں سے بچتے رہیں اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کریں۔

② اغنیاؤکم سمحاءکم:

دوسری خوبی یہ کہ تم میں مالدار لوگ سخی ہوں اپنی دولت اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہوں، کیونکہ جب اللہ کی راہ میں مال خرچ کریں گے تو جہاد بھی ہوتا رہے گا، کفار اور فساق پر غلبہ رہے گا اور دین کے سارے کام ہوتے رہیں گے۔

③ امرکم شوریٰ بینکم:

تیسری خوبی یہ کہ تمہارے اہم کام باہم مشورے سے انجام پائیں اور مرد آپس میں

مشورہ کریں۔ بینکم میں کئی باتیں آگئیں، ایک تو یہ کہ تمہارا مشورہ آپس میں ہو یعنی مسلمان مسلمان سے مشورہ کریں کفار سے مشورہ نہ کریں۔ دوسری بات یہ آگئی کہ مشورہ صالحین سے کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطاب صالح لوگوں سے ہے کہ آپس میں مشورہ کریں بے دین لوگوں سے مشورہ نہ لیں۔ تیسری بات لفظ کم کا مطلب یہ کہ مرد آپس میں مشورہ کریں عورتوں سے مشورہ نہ کریں۔

جب تک یہ تین خوبیاں رہیں گی اس وقت تک زمین کی پشت زمین کے پیٹ سے تمہارے لئے بہتر رہے گی، ایسی زندگی بابرکت ہوگی، تمہارے لئے ہر کام میں ہر چیز میں برکت ہوگی اور جب تینوں کام الٹے ہو جائیں گے یعنی تمہارے حاکم شریر اور بے دین لوگ بن جائیں، اور تمہارے مالدار لوگ بخیل ہوں اور جب تمہارے مشورے عورتوں میں ہونے لگیں تو زمین کا پیٹ زمین کی پشت سے بہتر ہوگا یعنی زندگی سے موت بہتر ہوگی۔

⑦④ رونا تو چاہئے بڑوں کو:

اللہ تعالیٰ بچوں کے دلوں میں رونے کی وحی فرماتے ہیں جس میں تین فائدے ہیں:

❶ بچوں کی ورزش۔

❷ مخلوق پر رحمت۔

❸ بڑوں کو رونے کا سبق۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ دیوبند میں اپنے استاذ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بچے کے رونے کا تعویذ لینے گئے، انہوں نے فرمایا:

”میاں رونا تو چاہئے ہم بڑوں کو بڑے نہیں روتے تو کم از کم بچوں کو تو رونے دو۔“

۷۵ امریکا مجاہدین کی زد میں:

حضرت اقدس نے ایک بار بیان میں فرمایا:

"ارے امریکا کے عاشقو! گیا امریکا، گیا امریکا مجاہدین کی زد میں ہے آج نہیں تو کل گیا۔"

یہ بیان سن کر ایک خاتون نے اپنے حالات میں اطلاع دی کہ میرے بھائی امریکا میں ہیں ہم بھی جا رہے تھے جیسے ہی ہم نے یہ سنا تو ہم نے توبہ کرلی کہ امریکا قطعاً نہیں جائیں گے، بھائی کو بھی واپس بلا رہے ہیں۔

۷۶ قابل گردن زدنی:

لوگ عاملوں کے پیچھے لگے رہتے ہیں کہتے ہیں کہ وہ فلاں روحانی علاج کرتا ہے۔ ارے بچو! یاد رکھو اگر حکومت اسلامیہ میرے وطن جانے کے بعد آئی تو میری طرف سے سب سے پہلے امیر المؤمنین سے یہ کہیں کہ یہ جو مطب روحانی والے ہیں سب سے پہلے انہیں اڑاؤ دنیا سے، اور اگر میری زندگی میں حکومت اسلامیہ قائم ہوگئی تو ان شاء اللہ تعالیٰ میں کام بناؤں گا۔ جسے دیکھو یہی کہتا ہے کہ آسیب ہوگیا، جن چڑھ گیا اور یہ ہوگیا اور وہ ہوگیا، کسی نے کالا کردیا، پیلا کردیا، نیلا کردیا اور یہ جو بیٹھے ہوئے ہیں ان کا اتار کرنے کے لئے انہیں کہتے ہیں "روحانی معالج" اور ان کی شکار گاہوں کو کہتے ہیں "روحانی مطب" اللہ کے بندو! روحانی علاج تو اسے کہا جاتا ہے کہ دل کے روگوں کا علاج کیا جائے، دل سے دنیائے مردار کی محبت نکال کر اللہ کی محبت پیدا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ جن سے یہ کام لیتے ہیں انہیں کہا جاتا ہے "معالج روحانی" اور ایسی خانقاہ کو کہا جاتا ہے "مطب روحانی" کتنی اونچی بات کتنا اونچا مقام دنیائے مردار کی محبت دل سے نکال کر اللہ کی محبت سے دل کو منور کردیا جائے، روحانی علاج تو یہ ہے اور ان

نالائقوں نے شروع کردیا کالا، پیلا اور ہرا اور نیلا اور کسی نے بندش کردی اور کسی نے ایسے کردیا، اسے روحانی علاج کہتے ہیں سب سے پہلے قابل گردن زدنی یہی لوگ ہیں سب سے پہلے انہیں اڑاؤ، یاد رکھیں سب لوگ (اس بارے میں حضرت اقدس کا وعظ ''آسیب کا علاج'' دیکھیں۔ جامع)

۷۷ پکے ڈرائیور کیسے بنیں؟:

جب دوران وعظ یہ اعلان کیا گیا کہ دارالافتاء کے برابر والے مکان کے دروازے پر کسی نے اپنی گاڑی کھڑی کردی ہے وہ اپنی گاڑی وہاں سے ہٹالیں، اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ دارالافتاء میں کون کون سے شعبے کھولیں؟ ایک شعبہ تو بتاتا رہتا ہوں کہ جو لوگ شادی کرنا چاہتے ہیں وہ پہلے دارالافتاء سے زندگی گزارنے کا سلیقہ سیکھیں یہاں تربیت حاصل کریں یا تربیت کہیں بھی دلوائیں یہاں دارالافتاء میں آکر اپنے دماغ کا معاینہ کروائیں کہ شادی کے قابل ہوئے بھی یا نہیں۔ ایسے ہی پاگل پاگل لوگوں کی شادیاں کرتے چلے جاتے ہیں بچے لڑھکانے چلے جاتے ہیں خود بھی پاگل بچے ان سے بھی زیادہ پاگل۔ کبھی خیال ہوتا ہے کہ دارالافتاء میں یہ ایک شعبہ تو کھول ہی لیں۔ دوسرا شعبہ ڈرائیوری سکھانے کا، گاڑی چلانا تو سیکھ لیتے ہیں مگر ڈرائیوری کے قواعد کچھ معلوم نہیں۔ ڈرائیوروں کے بارے میں میرا ایک شعر ہے ؂

متی تکون سائقا صحیحا
اذا خالفت السائقین جمیعا

ڈرائیوری سیکھئے مجھ سے، آپ پکے ڈرائیور کیسے بنیں گے پکے پکے ڈرائیور کیسے بنیں گے؟ بس ایک قانون یاد کرلیں ڈرائیوروں کو دیکھتے جائیں جیسے جیسے ڈرائیور کریں آپ اس سے الٹا کام کرتے چلے جائیں تو پکے ڈرائیور بن جائیں گے۔ ایک عقل کی بات تو سن ہی لیجئے مجھے یقین ہے کہ آپ لوگ کریں گے نہیں مگر چلئے سن تو لیں، ایک

گاڑی جارہی ہو پیچھے سے کوئی دوسری گاڑی اس سے آگے گزرنا چاہے تو عقل کا فیصلہ بھی اور قانون کا فیصلہ بھی یہ ہے کہ سامنے اگر کوئی رکاوٹ ہے اور آگے کی گاڑی والا پچھلی گاڑی کو روکنا چاہے کہ سامنے رکاوٹ ہے ذرا رک جاؤ تو اسے چاہئے کہ دائیں جانب کے اینڈی گیٹر کا اشارہ دے جس کا مطلب یہ ہے کہ ذرا رک جاؤ سامنے سے سڑک صاف نہیں اور اگر سامنے سڑک صاف ہے تو بائیں جانب کا اشارہ دے کہ میں ادھر کو ہو رہا ہوں تم ادھر مت آؤ اور دائیں جانب سے راستہ صاف ہے ادھر سے نکل جاؤ۔ مگر لوگ کیسے کرتے ہیں؟ اگر یہ بتانا ہو کہ دائیں جانب راستہ صاف ہے چلے جاؤ تو ادھر کا اینڈی گیٹر دیتے ہیں اور اگر یہ بتانا ہو کہ آگے راستہ صاف نہیں تو الٹی جانب کا اشارہ کر دیتے ہیں سارا قصہ ہی الٹا ہے ؎

بنے کیونکر جو ہو سب کار الٹا
ہم الٹے بات الٹی یار الٹا

سارے ہی الٹے ہیں اب انہیں درست کیسے کریں اگر درست کرنے کے لگیں تو خود خطرے میں پڑ جائیں گے۔ ایک بار میں گاڑی چلا رہا تھا پیچھے سے کوئی گاڑی والا آرہا تھا، سامنے راستہ صاف نہیں تھا میں نے دائیں جانب کا اشارہ دیا مقصد یہ تھا کہ رک جاؤ اس نے سمجھا کہ عام قانون کے مطابق یہ کہہ رہا ہے کہ چلے جاؤ تو اس نے ایک دم ایکسی لیٹر دبا دیا تو میں نے جلدی سے ہاتھ کے اشارے سے روکا غنیمت ہے کہ بچ گئے ورنہ اپنی طرف سے تو اس نے کوشش کی کہ تصادم ہو ہی جائے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ عقل کی چولیں ٹیڑھی ہو گئی ہیں، عقل کی چولیں اس لئے ٹیڑھی ہو گئیں کہ اللہ کی نافرمانی نہیں چھوڑتے۔ اللہ کی نافرمانی کا سب سے پہلا حملہ عقل پر ہوتا ہے۔ یہ تو میں نے ایک بات بتا دی اشارے کی باقی یہ جو یہاں ہوتا رہتا ہے کہ ارے! فلاں گھر کے سامنے گاڑی لگا دی، فلاں کے سامنے گاڑی لگا دی۔ قانون یہ ہے کہ کسی گھر کے سامنے، دوکان کے سامنے، جہاں بھی کوئی دروازہ ہو اس کے سامنے گاڑی نہیں لگانی چاہئے،

قانون تو ہے ساتھ عقل کی بات بھی ہے اگر کچھ عقل ہو تو سوچیں اگر کوئی گھر والا اندر جانا چاہیئے یا باہر نکلنا چاہے تو کیا کرے گا اور پھر جو لوگ دینی استفادہ کے لئے آتے ہیں انہیں تو اور بھی زیادہ ادھر توجہ کرنی چاہیئے دین کی حقیقت تو یہی ہے کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے اس کا خیال رکھا کریں کسی کے دروازے کے سامنے گاڑی نہ لگایا کریں۔ جو لوگ یہاں آتے ہیں کم سے کم گاڑی لگانا چلانا تو سیکھ لیں جب ظاہری گاڑی نہیں چلا سکتے تو دل کی گاڑی کیسے چلائیں گے؟ اسلام تو قواعد بھی سکھاتا ہے، قواعد عقل کی باتیں جس میں دین پورا نہیں اس میں عقل نہیں، جس میں عقل نہیں اس میں دین نہیں، دونوں چیزیں ساتھ ساتھ چلتی ہیں ان چیزوں کا خیال رکھا کریں۔ ایک قانون یہ ہے کہ کسی موڑ پر گاڑی نہ لگائی جائے لیکن آپ دیکھیں گے کہ جتنی بسوں والے ہیں بالکل ٹھیک ٹھیک موڑ پر جا کر لگاتے ہیں، دیکھتے رہتے ہوں گے بلکہ آپ لوگ خود بھی ایسے ہی کرتے ہوں گے۔ قانون ہے کہ موڑ سے دور گاڑی لگائیں بسوں والے چلتے چلتے جہاں موڑ آئے گا ٹھیک موڑ پر لگاتے ہیں تاکہ آگے پیچھے والوں کو نظر ہی نہ آئے کھٹ کر کے لگے سارا قصہ ہی ختم:

﴿نسوا اللّٰہ فانسھم انفسھم﴾ (۵۹-۱۹)

انہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے وبال ان کی عقلوں پر ایسا ڈالا کہ انہیں اپنے نفع و نقصان کی باتیں اللہ نے بھلوا دیں، انہیں پتا ہی نہیں چلتا کہ اس میں ان کا نفع ہے یا نقصان، یہ اللہ کی نافرمانی کا وبال پڑتا ہے۔

۷۸ مال کے عاشقوں کی تین قسمیں:

جن لوگوں میں مال کی محبت ہوتی ہے ان کی تین قسمیں ہیں:

پہلی قسم:

انہیں مال دیکھ کر سکون ملتا ہے، ان کا مقصد پیسا ہے، پیسا جمع کر کے اسے دیکھ دیکھ

کر خوش ہوتے رہتے ہیں۔ ایک روپیہ مل گیا پھر دوسرا پھر تیسرا حتی کہ دس ہو گئے تو ان سے دس کا نوٹ لے کر اسے محفوظ کر لیتے ہیں ایسا کرنے سے ان کا سیروں خون بڑھ جاتا ہے۔ دس دس کے پانچ نوٹ ہو گئے تو پچاس کا نوٹ کروالیا تاکہ خرچ نہ ہو اسی طرح سو پھر پانچ سو پھر ہزار کا نوٹ یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے مال کو استعمال نہیں کرتے اسی طرح محفوظ کرتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں سے اگر کہا جائے کہ اس طرح جمع کیوں کر رہے ہو مال کو تو استعمال کرنا چاہئے یوں محفوظ رکھنے سے کیا فائدہ؟ تو وہ کچھ جواب نہ دے گا بلکہ کہنے والے کو بے وقوف سمجھے گا، یہ مال تو اس کا محبوب ہے اور محبوب کو بغل میں رکھنے سے دل خوش رہتا ہے ؎

فرق است میان آنکہ یارش در بر
وآنکہ دو چشم انتظارش بر در

نہ کچھ کھائے نہ پئے بس محبوب کو ایک نظر دیکھ لے تو اس کا دل خوش ہے۔

حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک اندھے فقیر کا قصہ بتایا اور فرمایا کہ جس نے یہ قصہ دیکھا ہے اس نے خود مجھے سنایا ہے ایک اندھا فقیر بھیک مانگا کرتا تھا، اس زمانے میں کوڑی، دمڑی، ٹکے، آنے اور چاندی کے سکے وغیرہ چلتے تھے۔ پہلے اسے بھیک میں کوڑیاں ملتی ہوں گی پھر وہ دمڑیاں بناتا ہوگا پھر اس سے ٹکے وغیرہ پھر آنے اور آنے سے روپیا وہ بھی چاندی کا۔ وہ فقیر روزانہ بھیک مانگا کرتا تھا ایک شخص کو خیال ہوا کہ آخر یہ فقیر اس پیسے کا کیا کرتا ہے۔ ذرا کھوج لگانی چاہئے۔ یہ بھکاری لاکھوں کروڑوں پتی ہوتے ہیں ان کا مقصد نہ کھانا نہ پہننا نہ رہائش بس مال جمع کرنا ان کا مقصد ہوتا ہے۔ ایک دن وہ شخص اندھے فقیر کے پیچھے ہولیا، وہ ایک قبرستان میں پہنچا اور وہاں ایک جھگی میں داخل ہو گیا، یہ شخص بھی اس کے ساتھ ساتھ اندر چلا گیا، اندھے فقیر کو کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو اس نے سب طرف اپنی لاٹھی چلا کر تجسس کیا لیکن اس شخص کا پتا نہ چلا سکا تو مطمئن ہو کر چاندی کے روپوں سے بھرا ہوا مٹکا زمین پر انڈیلا

پھر وہ دونوں ہاتھوں سے باری باری روپوں کو اٹھا کر اوپر سے چھوڑتا اور ان سکوں کی جھنکار سے اس کا چہرہ خوشی سے دمکنے لگا وہ دیر تک اس طرح مزے لیتا رہا آخر اسے معلوم ہو گیا کہ کوئی دوسرا شخص ہے یا دوسرے نے خود بتایا، فقیر اس سے کہنے لگا کہ جب تم نے دیکھ ہی لیا تو مجھ پر ایک احسان کر دو وہ یہ کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ جب میں مرجاؤں تو یہ سکوں بھرا مٹکا میرے ساتھ ہی قبر میں رکھ دینا۔ جب اس فقیر کا انتقال ہو گیا تو اس شخص نے وصیت کے مطابق مٹکا اس کے ساتھ قبر میں رکھ دیا۔ پھر کچھ دن بعد اسے خیال آیا کہ وہ مال اب فقیر کے لئے تو بے کار ہے کیوں نہ میں اسے نکال کر اپنے کام میں لاؤں، اس نے قبر کھودی تو کیا دیکھتا ہے کہ مٹکا خالی ہے اور سارے سکے فقیر کے جسم سے چپکے ہوئے ہیں، یہ منظر دیکھ کر بھی اسے عقل نہ آئی، دنیائے مردار کی محبت انسان کو بے عقل کر دیتی ہے: حبک الشیء یعصم ویعمی اس نے جب سکے کو اس کے جسم سے علیحدہ کرنے کے لئے اس کی طرف انگلی بڑھائی تو اس سے آگ کا شعلہ نکلا اس کی جلن اور درد کو کسی دواء سے آرام نہ آتا تھا سوائے اس کے کہ مٹی کے برتن میں دہی کی لسی میں برف ڈال کر ہر وقت ہاتھ اس میں ڈبوئے رکھے اگر ہاتھ باہر نکالتا تو سخت جلن ہونے لگتی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا مقصد فقط پیسا ہے۔

دوسری قسم:

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں مال کی وجہ سے مالداروں سے محبت ہو جاتی ہے۔ ایک شخص کے بارے میں معلوم ہوا کہ اسے جب ایک وزیر کا چہرہ نظر آیا تو وہ خوشی سے رقص کرنے لگا، اسے اتنا مزا آیا کہ جیسے دنیا میں ہی جنت مل گئی ہو۔

ایک شخص طواف کر رہا تھا، اس کا تعلق جس ملک سے تھا وہاں کا کوئی صدر یا وزیر وغیرہ طواف کر رہا تھا، میں بھی مطاف میں تھا۔ دوران طواف سیدھا چلنا چاہئے لیکن

وہ شخص سیدھا چلنے کی بجائے ایڑیاں اٹھا اٹھا کر اس طرف دیکھ رہا تھا جہاں اس کا اللہ تھا، اس کا اللہ تو وہی ہوا جبھی تو بیت اللہ میں ہوتے ہوئے اس کی طرف متوجہ تھا۔ مجھ سے یہ منظر کہاں برداشت ہوتا، میں نے اسے دونوں کندھوں سے پکڑ کر زوردار جھٹکے سے ایسے گھما کر سیدھا کیا جیسے سائیکل کا ہینڈل پکڑتے ہیں پھر اسے جلدی سے چھوڑا نہیں بلکہ دس پندرہ قدم پکڑ کر چلایا تاکہ سائیکل پھر گھوم نہ جائے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہا:

﴿توجہ الی ملک الملوک﴾

"بادشاہوں کے بادشاہ کی طرف توجہ کرو۔"

تیسری قسم:

جب حب مال بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے تو اہل مال سے دشمنی ہو جاتی ہے۔ ان کا مال اور منصب ان سے چھین کر قابض ہونا چاہتے ہیں انہیں یہ خیال ہوتا ہے کہ لیلی اس کی بغل میں کیوں ہے میری بغل میں ہونی چاہیے۔ ایک شخص نے کہا کہ جب وہ کسی کو گاڑی پر جاتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس کا خون کھولنے لگتا ہے دل چاہتا ہے کہ اسے قتل کرکے اس کی گاڑی چھین کر اس میں بیٹھ جائے۔

۷۹ کسر نفسی کے مواقع:

ایک شخص نے ہدیہ میں قالین پیش کرنا چاہا تو حضرت اقدس نے دریافت فرمایا کہ آپ مجاہد ہیں؟ (مقصد یہ تھا کہ مجاہد نہ ہو تو ہدیہ قبول نہیں کریں گے) انہوں نے کسر نفسی کرتے ہوئے جواب دیا: تھوڑا تھوڑا۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا:

"کسر نفسی کے مواقع ہوتے ہیں، بعض مواقع میں اپنی عبادت کو چھپانا ثواب ہے، بعض میں ظاہر کرنا زیادہ ثواب ہے اور بعض میں چھپانا گناہ

ہے۔ مثلاً نماز فرض ہے، کسی نے پوچھا آپ نماز پڑھتے ہیں؟ وہ جواب دے کہ نہیں، حالانکہ پڑھتا ہے تو اس اخفاء سے گناہ ہوگا۔"

اس پر اس شخص نے بتایا کہ جب ترہ کئی آیا اس وقت سے ہمارا خاندان جہاد میں شریک رہا، الحمد للہ! ہمارے گھر کے چھ افراد شہید ہوئے، میں نے ایک سال جیل میں بھی گزارا ہے پھر جب یہ قائدین آپس میں لڑنے لگے تو ہم ایک طرف ہوگئے، اب جب بحمد للہ تعالیٰ طالبان تحریک شروع ہوئی تو میں پھر میدان جہاد میں آگیا۔ حضرت اقدس یہ جواب سن کر بہت مسرور ہوئے اور فرط جذبات میں فرمایا:

"الحمد للہ! یہی وہ اظہار ہے جو فرض ہے۔"

⑧⓪ اللہ کی رحمت:

میں کبھی کوئی حدیث یا علمی بات تلاش کرتا ہوں اور دوسرے عملہ کو بھی تلاش میں لگاتا ہوں مگر تلاش بسیار کے بعد بھی وہ ہاتھ نہیں آتی تلاش کرتے کرواتے تھک جاتا ہوں اور مایوس ہونے لگتا ہوں تو اچانک اللہ تعالیٰ اس کا موقع دل میں ڈال دیتے ہیں وہاں وہ چیز مل جاتی ہے اس پر فرط مسرت سے بار بار الحمد للہ کہتا ہوں اور یہ آیت پڑھتا ہوں:

﴿وھو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمتہ وھو الولی الحمید﴾ (۴۲-۲۸)

"اور وہ ایسا ہے جو لوگوں کے ناامید ہوجانے کے بعد مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے اور وہ سب کا کارساز قابل حمد ہے۔"

⑧① جہاد اور اصلاح نفس:

ایک شخص نے کہا کہ میں نے علماء سے سنا ہے کہ سب سے زیادہ اہمیت اس کی ہے

کہ انسان اپنے نفس کے خلاف جہاد کرے، اسے منہیات سے بچائے، جب تک نفس کی اصلاح نہ ہو قتال فی سبیل اللہ مناسب نہیں۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ تقدم کی دو قسمیں ہیں:

❶ تقدم زمانی:

تقدم زمانی کا مطلب یہ ہے کہ یہ کام پہلے کریں، جب یہ پورا ہو جائے تو پھر دوسرا شروع کریں۔ جیسے وضوء کا تقدم نماز پر، وضوء اور نماز دونوں ایک ساتھ نہیں ہو سکتے پہلے وضوء کریں گے اس کے بعد نماز پڑھیں گے۔

❷ تقدم ذاتی:

تقدم ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کام ساتھ ساتھ کرنے کے ہیں، ایک کو دوسرے پر موقوف نہیں کیا جا سکتا مگر ایک کام کی اہمیت زیادہ ہے اگر وہ نہیں کریں گے تو دوسری عبادت بھی قبول نہیں ہوگی یا ثواب کم ملے گا۔

جہاد اور اصلاح نفس میں تقدم و تأخر زمانی نہیں ذاتی ہے۔ اصلاح نفس کی اہمیت زیادہ ہے، اگر اصلاح نہیں ہوگی یعنی اللہ کی رضا کا جذبہ مکمّل طور پر پیدا نہیں ہو گا، نفس و شیطان اس میں کسی دوسری چیز شہرت یا تحصیل مال کی ملاوٹ پیدا کر دیں گے تو جہاد قبول ہی نہیں ہو گا یا ثواب کم ملے گا لیکن یہ نہیں کہ جب تک مکمّل اصلاح نہ ہو تو جہاد ہی نہ کرے، یہ نفس و شیطان کا فریب ہے، جہاد تو اصلاح نفس کے لئے بہت ہی زیادہ معین و مددگار ہے، صوفیہ کرام اصلاح کے لئے بڑے بڑے مجاہدات کرواتے ہیں، جہاد میں تو ان سے کئی درجہ بڑھ کر مجاہدہ ہوتا ہے اس سے تو بہت جلد ترقی ہوتی ہے۔

اصلاح نفس تو ہر عمل کے مقبول ہونے کے لئے ضروری ہے، نماز، زکوٰۃ، روزہ،

حج سب کا یہی حال ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی عمل کو مکمل اصلاح نفس تک ملتوی تو نہیں کر سکتے، صرف جہاد کے بارے میں یہ کہنا کہ اصلاح نفس کے بغیر جہاد کرنا مناسب نہیں، جہاد سے جی چرانے کے بہانے ہیں۔ ہر شخص یہی بہانہ کر کے بیٹھ جائے تو پھر جہاد کون کرے گا؟ اور جب جہاد نہیں ہوگا تو کفار وفساق کا ایسا غلبہ ہو جائے گا کہ آپ اپنے گھر بیٹھ کر بھی آزادی سے دین پر عمل نہیں کر سکیں گے جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے، مسلم ممالک میں بھی فسق وفجور کا اتنا غلبہ ہے کہ اپنے گھر کے دروازے بند کر کے بھی گانے باجے سے مکمل حفاظت ممکن نہیں ؎

کھلتے نہیں اس قلزم خاموش کے اسرار
جب تک اسے ضرب کلیمی سے نہ چیرے

﴿۸۲﴾ راہ اعتدال:

عرض: بندہ نے حضرت اقدس سے علامہ ابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعریف متعدد بار سنی ہے، اسی طرح دوسرے اکابر بھی ابن تیمیہ و ابن القیم رحمہم اللہ تعالیٰ کا نام اپنی تصانیف میں بڑے احترام سے ذکر کرتے ہیں جب کہ یہ حضرات ایک بہت اہم مسئلہ یعنی تقلید شخصی کے خلاف تھے خصوصاً ابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے "اعلام الموقعین" میں جگہ جگہ تقلید شخصی پر بہت سخت انداز میں رد کیا ہے اور خاص طور پر احناف کو نشانہ بنایا ہے۔

ارشاد:

احناف کو نشانہ بنانے سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا، یہ حضرات بہت بڑے عالم تھے اور بہت اچھے تھے۔

﴿۸۳﴾ مقلد کے لئے صرف قول امام حجت ہے:

عرض: حضرت اقدس نے فرمایا ہے کہ قطع اللحیۃ مازادعلی القبضہ کو سُنّت مستحسنہ قرار دیں گے اور عدم قطع کو عدم استحباب یا خلاف استحباب کہا جائے گا جب کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے کبار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فعل ترک مازاد علی القبضہ کا بھی تھا۔

ارشاد: مقلد کے لئے صرف قول امام حجت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال مختلفہ تو تقریباً سب مسائل میں ہیں۔

﴿۸۴﴾ مودودی جہادی تنظیم سے تعلّق:

عرض: حضرت اقدس کے مواعظ اور رسالہ "مودودی صاحب اور تخریب اسلام" پڑھ کر ایک شخص کو ہدایت ملی ہے، خوب خوب تبلیغ کر رہا ہے، اس کا تعلق مودودی جہادی تنظیم سے ہے، اس نے پوچھا ہے کہ اسے چھوڑ دوں یا نہیں؟ چھوڑنے کی صورت میں لوگوں سے جتنا رابطہ ہے اور جو تبلیغ کر رہا ہے وہ ختم ہو جائے گا۔

ارشاد: چھوڑ دیں۔

﴿۸۵﴾ امام کے دائیں طرف کھڑے ہونا:

عرض: جماعت کے ساتھ نماز میں امام کے دائیں طرف کھڑے ہونے کی فضیلت ایک حدیث میں پڑھی ہے تو اگر دائیں طرف صف میں امام سے دور جگہ مل رہی ہو اور بائیں طرف امام سے قریب جگہ مل رہی ہو تو کہاں کھڑا ہونا چاہئے؟

ارشاد: دونوں جانب برابر رکھنی چاہئیں اس لئے ایسی صورت میں بائیں طرف کھڑے ہونا چاہئے۔

(۸۶) دشمنوں سے حفاظت کا نسخہ:

عرض: حضرت اقدس! ہم چند ساتھی پچھلے ایک سال سے کالج اور اپنے محلّہ میں دعوت جہاد کا کام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں مگر موجودہ حالات کے پیش نظر اکثر خطرات محسوس ہوتے ہیں ازراہ کرم دشمنوں کی ایذاء اور ان کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کے لئے کوئی ذکر یا وظیفہ بتادیں، خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

ارشاد:

(۱) شیطان اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے اللہ پر توکل کریں جس کے کام میں لگے ہیں وہی حفاظت فرمائے گا۔

(۲) صبح وشام سات سات بار: حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل۔ پڑھا کریں یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مظاہرہ توکل ہے، غزوہ احد میں ستّر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہید ہوگئے اور تمام صحابہ کرام بہت زیادہ تھکے ہوئے تھے اس حالت میں یہ اطلاع ملی کہ دشمن کی تازہ دم فوج حملہ آور ہونے والی ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے توکل کا یوں مظاہرہ کیا:

﴿حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل۝﴾ (۳-۱۷۳)

اس پر اللہ کی کیسی رحمت ہوئی فرمایا:

﴿فانقلبوا بنعمة من اللّٰہ وفضل لم یمسهم سوء واتبعوا رضوان اللّٰہ واللّٰہ ذو فضل عظیم۝﴾ (۳-۱۷۴)

"ف" فوراً کے لئے ہے یعنی فوراً اللہ کی مدد پہنچ گئی۔

اللہ نے اپنے عاشقین صادقین کے مظاہرہ عشق کا یہ قصہ عجیب شان سے بیان فرمایا ہے:

﴿الذین استجابوا للّٰہ والرسول من بعد ما اصابهم القرح

للذين احسنوا منهم واتقوا اجر عظيم۝ الذين قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم فاخشو هم فزاد هم ايمانا وقالوا حسبنا الله ونعم الوكيل۝ فانقلبوا بنعمة من الله وفضل لم يمسهم سوء واتبعوا رضوان الله والله ذو فضل عظيم۝ انما ذلكم الشيطان يخوف اولياءه فلا تخافوهم وخافون ان كنتم مؤمنين﴾ (۳- ۱۷۲ تا ۱۷۵)

حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل کہتے وقت اس پورے قصے کا استحضار رکھیں تاکہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے حوصلے بلند رہیں۔

۸۷ دنیا کیا ہے؟:

دنیا کے بارے میں مسلمان اور کافر کا نقطۂ نظر ایک دوسرے کے برعکس ہے بشرطیکہ مسلمان صحیح معنی میں مسلمان ہو۔ کافر لوگ دنیا کے ظاہر کو دیکھتے ہیں جبکہ مسلمان دنیا کا پردہ اٹھا کر اس کے باطن کو دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يعلمون ظاهرا من الحيوة الدنيا وهم عن الاخرة هم غفلون۝﴾ (۳۰-۷)

”یہ لوگ صرف دنیوی زندگی کے ظاہر کو جانتے ہیں اور یہ لوگ آخرت سے بے خبر ہیں۔“

دنیا کی مثالیں:

❶ بہت خوبصورت پلیٹ میں نجاست بھر کر اس پر کیوڑہ وغیرہ چھڑک دیں اور ریشمی رومال سے ڈھانک دیں۔ اوپر سے دیکھنے میں تو بہت خوبصورت لیکن اندر نجاست ہی نجاست۔

❷ کوڑی پر سبزہ پیدا ہو جائے جسے دیکھ کر کوئی یہ سمجھے کہ بہت اچھا سبزہ ہے اس پر چلنا چاہئے، سبزے پر برہنہ پاؤں چلنا صحت کے لئے بہت مفید ہے، اس سبزے پر جیسے ہی پاؤں رکھے گا تو گھٹنوں تک نجاست میں دھنس جائے گا۔

❸ کوئی عورت برقع اوڑھ کر جاری ہو بہت بہتر قسم کا اور بڑی شان سے چل رہی ہو ایسے جیسے "کبک دری" کوئی یہ سمجھ کر پیچھے لگ گیا کہ اس میں کوئی حسینہ ہے ؎

بسا قامت خوش کہ زیر چادر باشد
چون باز کنی مادر مادر باشد

"بہت سے عورتیں چادر میں چھپی ہوئی بظاہر خوشنما نظر آتی ہیں جب چادر اٹھا کر دیکھو تو نانی نظر آتی ہے۔"

یعنی ایسی بڑھیا کہ جیسے نانی، میں کہتا ہوں "مادر مادر باشد" یعنی ایسی بھیانک اور خوفناک کہ جسے دیکھ کر ڈر کے مارے چیخیں نکل گئیں اور "امی امی" کہتا ہوا بھاگا۔

(۸۸) صحبت اولیاء:

عرض: ؎

یک زمانہ صحبتے با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

عرض یہ ہے کہ اس فضیلت کا مضمون شرعاً ثابت ہے یا نہیں؟ نیز اس کی وجہ کیا ہے؟

ارشاد: قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصدقین﴾ (۹-۱۹)

اس سے ثابت ہوا کہ تقویٰ کی تحصیل کے لئے صحبت اولیاء ضروری ہے۔ بدون

تقویٰ سب عبادات بے جان ہیں۔ ضرورت صحبت پر ایک وعظ ہے "علم کے مطابق عمل کیوں نہیں ہوتا؟" وہ پڑھیں۔

﴿۸۹﴾ خدمات دینیہ پر تنخواہ:

میں نے جب سے پڑھانا شروع کیا تو یہی خیال ہوتا تھا کہ خدمات دینیہ پر تنخواہ نہ لوں لیکن چونکہ اور کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا اس لئے بادل نخواستہ بقدر ضرورت تنخواہ لیتا رہا لیکن اس دوران کئی بار یہ کوشش کی کوئی اور ذریعہ معاش ہو جائے تاکہ تنخواہ لینا چھوڑ دوں اس غرض سے کئی بار بہت مشکل سے جسے کہنا چاہئے پیٹ کاٹ کر کچھ رقم جمع کر کے کسی چھوٹی سی تجارت میں لگائی تو قصہ یہ ہوتا کہ منافع تو کیا ملتے وہ اصل رقم بھی ڈوب جاتی۔ تقریباً بیس پچیس سال ایسے گزر گئے پھر اللہ تعالیٰ نے دل میں یہ بات ڈالی کہ ایسے ہی تنخواہ چھوڑ دو ہم مدد فرمائیں گے، جیسے ہی تنخواہ چھوڑی تو اللہ کے فضل و کرم سے رزق برسنے لگا۔

﴿۹۰﴾ عوام کے فریب کا تدارک:

کبھی کوئی شخص اپنی بات منوانے کے لئے کہتا ہے کہ میں نے فلاں مفتی صاحب سے مسئلہ پوچھ لیا ہے۔ اس صورت میں اس سے کہا جائے کہ ان مفتی صاحب سے لکھوا کر لاؤ۔ یہ احتیاط بہت ضروری ہے جس کی وجوہ یہ ہیں:

❶ کئی لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ کسی مفتی سے کچھ نہیں پوچھتے ایسے ہی بات بنا لیتے ہیں۔

❷ زبانی پوچھنے میں کبھی صورت سوال کی پوری وضاحت نہیں ہو پاتی یا اپنا مطلب نکالنے کے لئے قصداً وضاحت نہیں کی جاتی۔

❸ کبھی جواب سننے یا سمجھنے میں غلطی فہمی ہو جاتی ہے یا قصداً جواب کو اپنے مطلب کے مطابق بنا لیا جاتا ہے۔

(۹۱) تکلیف کا اخفاء:

حضرت اقدس کو کتنی ہی شدید تکلیف ہو حتی الامکان دوسروں پر ظاہر نہیں ہونے دیتے، فرمایا کرتے ہیں:

"شب و روز اس منعم و محسن کی بے حد و حساب نعمتیں استعمال کرتے ہیں اگر کبھی کوئی تکلیف پیش آجائے تو وہ محبت کی چٹکی ہے اس کا اظہار کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔"

آپ کا حال یہ ہے ؎

راضی برضا ہوں تو سکون ابدی ہے
ہر درد میں آرام ہے ہر غم میں خوشی ہے

(۹۲) باہم معاملات میں احسان:

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿فامساک بمعروف او تسریح باحسان﴾ (۲-۲۲۹)

"پھر خواہ رکھ لینا قاعدے کے موافق خواہ چھوڑ دینا خوش عنوانی کے ساتھ۔"

اگرچہ یہاں یہ حکم زوجین کے بارے میں ہے لیکن ویسے یہ ہر معاملہ کو شامل ہے جب بھی کسی کے ساتھ کوئی معاملہ ہو تو اچھے طریقے سے ابتداء کریں اور جب اس معاملے کو ختم کرنے لگیں تو خوش اسلوبی اور احسن طریقے سے ختم کریں۔

(۹۳) کافر دنیا کے ظاہر کو دیکھتا ہے:

میں ایک بار ٹائم پیس کا ڈبہ خریدنے دوکان گیا، دوکاندار نے ایک ڈبا دکھایا،

الماری میں دوسرا ڈبا اس سے زیادہ خوبصورت نظر آرہا تھا میں نے کہا کہ وہ دکھائیں۔ دوکاندار نے وہ لاکر دیا تو وہ پہلے کی بنسبت بہت بھدا تھا، جب میں نے کہا کہ یہ تو بہت خراب ہے تو دوکاندار نے کہا:

''دور سے ہر چہرہ بہت خوبصورت نظر آتا ہے۔''

کیسی عجیب بات کہی یہ قصہ تقریباً پچاس سال پرانا ہے جو اب تک مجھے یاد ہے اور بار بار یاد آتا رہتا ہے۔ مسلمان ہر چیز کو قریب سے پردہ اٹھا کر دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کافروں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ دنیا کے ظاہر کو دیکھتے ہیں:

﴿يعلمون ظاهرا من الحيوة الدنيا وهم عن الاخرة هم غفلون۞﴾ (۳۰-۷)

''یہ لوگ صرف دنیوی زندگی کے ظاہر کو جانتے ہیں اور یہ لوگ آخرت سے بے خبر ہیں۔''

(اس کی تفصیل اسی جلد کے ملفوظ نمبر ۸۷ میں ہے۔ جامع)

﴿۹۴﴾ قتل کی سزا میں حکمت:

اسلام میں سزائے موت کا طریقہ یہ ہے کہ مجرم کی گردن اڑادی جائے، اس طرح قتل کرنے سے روح آسانی سے نکل جاتی ہے۔ آج کل کی مہذب دنیا جو دراصل ''معذب'' ہے کہتی ہے کہ سزا دینے کا یہ طریقہ خلاف تہذیب ہے صحیح طریقہ یہ ہے کہ پھانسی دے کر مارا جائے، حالانکہ عقلاً بھی اسلامی طریقہ صحیح ہے کہ اس طرح گردن کاٹنے سے روح آسانی سے نکلتی ہے جب کہ پھانسی دینے میں تو اس کی گردن اور سانس کی نالی کو گھونٹ دیا جاتا ہے جس سے تکلیف بہت زیادہ ہوتی ہے اور جان بہت مشکل سے نکلتی ہے۔

اسلامی سزاؤں میں حکمت یہ ہے کہ چند ایک کو سزا دینے سے پورے معاشرے کی اصلاح ہو جائے، مجرم کو تکلیف تو ہو کم سے کم مگر اس کا ظاہری منظر بہت ہیبت ناک اور عجیب نظر آئے تاکہ دیکھنے والے عبرت حاصل کریں، جب خون کا فوارہ ابل رہا ہو سر ایک طرف دھڑ دوسری طرف تڑپ رہا ہو تو دیکھنے والے اس ہیبت ناک منظر سے عبرت حاصل کریں گے جب کہ پھانسی سے مجرم کو تکلیف بہت زیادتی ہوتی ہے اور دیکھنے والوں کو عبرت کم ہوتی ہے کیونکہ بظاہر یوں لگتا ہے کہ یہ آرام سے مر گیا کیونکہ وہ تڑپتا نہیں دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ آسانی سے مر رہا ہے حالانکہ وہ اس لئے نہیں تڑپتا کہ اسے سب طرف سے باندھ دیا جاتا ہے۔

(۹۵) گناہوں سے نہ روکنے کے فسادات:

خود گناہوں سے بچنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو ترک منکرات کی تبلیغ بھی ضروری ہے جو شخص بھی دوسروں کو گناہوں سے نہیں روکتا وہ عند اللہ مجرم ہے۔ دوسروں کو گناہوں سے نہ روکنے کے یہ فسادات ہیں:

(۱) جب کوئی شخص خود تو گناہوں سے بچتا ہو لیکن دوسروں کو نہ روکتا ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے قلب سے گناہوں کی برائی اور شناعت نکل جائے گی اور اسے گناہوں سے نفرت نہیں رہے گی اور جب گناہوں سے نفرت نہ ہوگی تو بالآخر یہ خود بھی گناہوں میں مبتلا ہونے لگے گا۔

(۲) جو شخص کسی گناہ میں مبتلا ہو اور اسے نہ روکا گیا تو اگر وہ گناہ چھوڑنے سے پہلے ہی مر گیا تو خود اسے گناہ ہوگا ہی لیکن ان لوگوں کو بھی گناہ ہوگا جو اسے گناہ سے نہیں روکتے تھے۔

(۳) اگر وہ توبہ سے پہلے نہیں بھی مرا کچھ عرصہ کے بعد توبہ کی توفیق ہوگئی تو آہستہ آہستہ دین کی طرف آتے آتے جتنی مدت یہ شخص گناہ میں مبتلا رہے گا اسے بھی گناہ ہوگا اور

جو اسے نہیں روکیں گے وہ بھی گناہ گار ہوں گے۔

❹ جس شخص کو گناہوں کی حرمت کا علم ہی نہیں وہ محض فضیلت حاصل کرنے کے لئے گناہوں کو چھوڑ دینے کے باوجود گناہوں کو گناہ ہی نہیں سمجھے گا یا پھر ہلکا سمجھے گا۔

❺ بعض چیزیں جو بظاہر معمولی نظر آتی ہیں لیکن در حقیقت وہ بڑے گناہوں کا ذریعہ بنتی ہیں اس لئے کسی بھی گناہ کو معمولی یا چھوٹا سمجھ کر نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔

﴿۹۶﴾ آخرت کے تاجر:

کسی نے خط لکھا کہ مجھے فلاں جگہ سے قرض دلوادیں میں نے انہیں لکھا کہ میں یہ کام نہیں کیا کرتا ہم سے تو آخرت کی تجارت کے کام لیں دنیا کی تجارت ہم نہیں جانتے ہم تو بس آخرت کی تجارت کرتے ہیں۔ اس نے اس کے جواب میں لکھا کہ کیا کسی کو قرض دلوانا نیکی کا کام نہیں؟ میں نے اس کے خط کا جواب نہیں لکھا کیونکہ اس کا مقصد سمجھنا نہ تھا بلکہ اعتراض مقصود تھا، حقیقت یہ ہے کہ الاھم فالاھم کے اصول کے مطابق اگر ہم لوگوں کے یہ کام کرنے لگیں تو پھر دینی خدمات متأثر ہوں گی، جیسے کوئی عالم دین کا کام کرنے کی بجائے لوگوں کو شربت پلانے کا کام کرنے لگے تو اسے ثواب نہیں بلکہ گناہ ہوگا کہ بڑی خدمت چھوڑ کر چھوٹا کام کیوں کیا؟ یا کوئی پائلٹ جہاز چلانے کا کام چھوڑ کر مسافروں کی دیکھ بھال کرنے لگے یا کوئی دل کا اسپیشلسٹ ہو وہ مریضوں کو پانی پلانے لگے، کوئی بھی شعبہ لے لیں، اہم کام چھوڑ کر غیر اہم یا کم اہم کام کرنا بہت بڑی حماقت ہے۔

علاوہ ازیں میں نے تو کبھی کسی خالص دینی کام کے لئے بھی غیر اللہ کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا۔

﴿۹۷﴾ اسم جلالہ پر مد تعظیم:

پورے قرآن میں الم سے لے کر ناس تک کسی بھی جگہ اسم جلالہ پر مد تعظیم نہیں

لکھی گئی۔

علاوہ ازیں ان آیات سے بھی مد تعظیم کے خیال کا بطلان ثابت ہوتا ہے:

❶ سورہ فتح میں ہے:

﴿ومن اوفی بما عھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرا عظیما﴾

(۴۸-۱۰)

اس آیت میں ایفائے عہد کی اہمیت اور تعظیم بتانے کے لئے علیہ کی "ہا" پر ضمہ لگایا گیا ہے آمر کی عظمت جتنی زیادہ ہوگی اسی قدر امر کی عظمت زیادہ ہوگی۔ آمر جتنا بڑا ہوگا اس کے امر کی عظمت اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ امر کے معنی ہیں حکم۔ عربی میں امر اور حکم میں فرق ہے، حکم کہتے ہیں کسی چیز کا فیصلہ کرنے کو اور امر کہتے ہیں کوئی کام کرنے کو کہنا۔ ویسے تو قاعدہ کے مطابق یہاں "ہا" پر زیر ہونی چاہئے لیکن اگر زیر پڑھیں گے تو اسم جلالہ میں تفخیم نہیں ہوگی اور تفخیم سے پڑھنے سے اسم کی تعظیم ہوگی اسم کی تعظیم سے مسمی کی تعظیم ہوگی اور مسمی کی تعظیم اس کے امر کی تعظیم کا باعث ہوگی۔

بعض کہتے ہیں کہ "اللہ" کے لام پر مد پڑھنا جائز ہے کیونکہ یہ مد تعظیم ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تعظیم کے لئے کسرہ کو ضمہ سے بدل دیا مگر معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ کو پتا نہیں چلا کہ اسم جلالہ پر مد پڑھنے سے بھی تعظیم ہو سکتی ہے اس پر مد نہیں لگایا۔ بظاہر جو کام مشکل تھا یعنی زیر کو پیش سے بدلنا وہ تو کر دیا اور الف جو پہلے سے موجود ہے اسے کھینچنا کیا مشکل ہے؟ مگر یہ اللہ نے نہیں بتایا اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا، اس سے معلوم ہوا کہ مد تعظیم کا خیال بالکل غلط ہے۔

❷ سورۂ فرقان کے آخر میں ہے:

﴿ویخلد فیہ مھانا﴾ (۲۵-۶۹)

قاعدے کے مطابق "فیہ" کا "ہا" نہیں کھنچنا چاہئے، یہاں تو مد طبعی بھی نہیں اس

کے باوجود یہاں مد اس لئے لگا دیا کہ اس کی توہین اور تشنیع و تقبیح بیان کرنا مقصد ہے۔
یہاں مد طبعی بھی نہیں پھر بھی مد توہین لگا دی جب کہ اسم جلالہ پر تو مد طبعی پہلے سے ہے
اس میں کہیں مد تعظیم نازل فرمادیتے تو یہ آسہل تھا لیکن ایسا نہیں کیا۔ جب اللہ نے اسم
جلالہ پر کہیں مد تعظیم نہیں لگائی تو آج چودہ سو سال بعد ان لوگوں کو کیسے پتا چلا کہ یہاں
مد تعظیم ہے، اللہ کو تو پتا نہیں چلا کہ یہاں مد تعظیم لگائی جا سکتی ہے ان لوگوں کو پتا چل
گیا۔

⑨⑧ حزب البحر:

ایک بہت مشہور دعاء ہے جسے ”حزب البحر“ کہتے ہیں۔ اس کا ثبوت کہیں شریعت
میں نہیں مگر بہت مشہور ہے اکابر کا معمول رہی ہے، میں بھی اسے کئی سال تک پڑھتا رہا
ہوں، اکابر سے چلی آرہی تھی تو میں نے بھی شروع کر دی روزانہ بلاناغہ سالہا سال پڑھی
مگر جب دنیا بھر کے عالم کفر کے طاغوتی لشکروں نے مجھے ختم کرنے کے منصوبے
بنالئے تو میں نے حزب البحر پڑھنی چھوڑ دی تا کہ کبھی یہ خیال نہ آئے کہ مجھے حزب البحر
بچا رہی ہے اگرچہ اس دعاء کا پڑھنا جائز تو ہے کوئی شرکیہ بات نہیں مگر یہ اللہ تعالیٰ کی
بتائی ہوئی نہیں بلکہ بعض بزرگوں کا معمول تھا لوگ اسے اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی
دعاؤں اور تدبیروں سے بھی زیادہ مؤثر سمجھتے ہیں، میں نے ایسے کٹھن اور نہایت
خطرناک حالات میں اس دعاء کو چھوڑ دیا اس خیال سے کہ یہ دعاء مجھے نہیں بچائے گی،
میرا اللہ میرے ساتھ ہے اس کی بتائی ہوئی دعاؤں، حفاظت کی تدابیر اور اس کی راہ
میں جہاد میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کا معمول بنالیا، حزب البحر کو ایسا چھوڑا کہ سوچنے
پر بھی اس بہت لمبی دعاء سے کہیں کہیں سے کچھ نامکمل سے جملے یاد آتے ہیں۔ سوچنا
چاہئے کہ ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کا حکم کیا ہے بس اسی پر عمل کرنا چاہئے اس کے حکم کے
مطابق اس کی نافرمانیوں سے بچنے بچانے کی کوشش اور دعاء کا جو طریقہ اس نے بتایا ہے

اس طریقے سے دعاء کی جائے، حزب البحر کا تو پھر بھی بزرگوں سے کچھ ثبوت ہے لیکن دعاء گنج العرش، دعاء جمیلہ، درود تاج، درود لکھی، درود ناری اور مختلف مقاصد کے لئے مختلف سورتیں اور وظائف پڑھنے کا تو قطعاً کوئی ثبوت ہے ہی نہیں، ایسے غلط طریقوں سے بچیں۔ اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اس سے مانگیں اور اس کی بتائی ہوئی تدبیریں اختیار کریں، دشمنوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حزب البحر نہیں بتائی بلکہ فرمایا کہ اسلحہ اٹھاؤ اسلحہ:

﴿و اذا کنت فیهم و اقمت لهم الصلوة فلتقم طائفة منهم معک ولیأخذوا اسلحتهم﴾ (۴-۱۰۲)

فرمایا کہ اللہ کے دشمنوں کو ڈرانے کے لئے ان کے شر سے حفاظت کے لئے نماز کی حالت میں بھی اسلحہ مت چھوڑو اسلحہ اٹھا کر نماز پڑھو صرف مشورہ نہیں بلکہ یہ حکم دے دیا کہ جب نماز پڑھ رہے ہو اس وقت بھی اسلحہ ساتھ اٹھائے رکھو۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تدبیر۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللہ کے دشمنوں کے مقابلے میں حزب البحر نہیں پڑھا کرتے تھے اسلحہ اٹھاتے تھے، پوری دنیا پر اعلاء کلمۃ اللہ حزب البحر سے نہیں ہوا اسلحہ کے ذریعے ہوا ہے اس لئے میں نے اس وقت سے حزب البحر ایسی چھوڑی کہ کچھ بھی یاد نہیں اس میں کیا تھا۔

(۹۹) نعمتوں کے درجات:

نعمتوں کو استعمال کرنے کے مختلف درجات ہیں:

(۱) ضرورت:

ضرورت کے معنی ہیں:

﴿لو لاہ لتضرر﴾

یعنی اگر انسان وہ کام نہ کرے تو اسے ضرر پہنچے جیسے بھوک کے مطابق کھانا پینا، کھائے پیئے گا نہیں تو چند روز میں مرجائے گا۔ اتنا کھانا کہ جان بچ جائے اسے کہتے ہیں ضرورت، اتنا لباس کے نماز ہوسکے اور موسموں کی شدت سے حفاظت رہے، یہ ضرورت میں داخل ہے۔ ضرورت کے یہ معنی اصطلاح شریعت میں ہیں ورنہ نفس کے بندے تو لغویات کو بھی ضروریات کہتے ہیں۔

۲ حاجت:

دوسرا درجہ ہے حاجت، حاجت کے معنی یہ ہیں کہ اگرچہ سخت ضرورت نہیں، اس چیز کو استعمال نہ کرنے سے ضرر تو نہ ہو مگر گزارا مشکل ہو، جیسے قدر کفایت سے زائد حاجات میں کام آنے والی چیزیں۔

۳ آسائش:

تیسرا درجہ آسائش کا ہے۔ نہ تو اس چیز کی ضرورت ہے نہ حاجت بلکہ راحت و آسائش اور آرام حاصل کرنے کے لئے اسے اختیار کیا جائے۔

۴ آرائش:

چوتھا درجہ ہے آرائش، اسے زیبائش بھی کہہ سکتے ہیں جن چیزوں کی کسی درجہ میں بھی کوئی ضرورت یا حاجت یا آسائش نہیں محض زیب وزینت کی چیزیں۔ مصارف کی یہ چاروں قسمیں جائز ہیں بشرطیکہ نمائش یا اسراف نہ ہو۔

۵ نمائش:

نمائش کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کو محض فخر وریاء کے لئے اختیار کیا جائے کہ جب

لوگ دیکھیں گے تو واہ واہ ہوگی، لوگوں پر رعب پڑے گا۔ آرائش اور نمائش میں دل کی نیت کا فرق ہے بظاہر دونوں کے حالات ایک جیسے معلوم ہوتے ہیں مگر اس کا دارومدار نیت پر ہے۔ کسی کے بارے میں بدگمانی کرنا جائز نہیں البتہ اپنے مصلح کو اپنے حالات بتاتے رہیں پھر وہ نبض دیکھ کر بتائے گا کہ یہ آرائش ہے یا نمائش، اگر آرائش ہے تو جائز ہے اور نمائش ہے تو حرام۔

۷ اسراف:

اسراف کا مطلب یہ ہے کہ بلاضرورت شدیدہ اپنی آمدن سے زیادہ خرچ کرے۔ اسراف سے بچنے کا نسخہ بعد میں بتاؤں گا پہلے ساتواں درجہ بتادوں کیونکہ وہ ذرا مختصر ہے۔

۸ تبذیر:

تبذیر کے معنی ہیں ناجائز کام میں صرف کرنا، جو مصرف ہی ناجائز ہو اس پر ایک پیسا بھی خرچ کرنا حرام ہے۔ مثلاً شراب، سینما، ٹی وی کی لعنت اور اس قسم کے حرام کاموں پر ایک پیسا خرچ کرنا بھی حرام اور تبذیر ہے۔ یہاں کمی بیشی کا کوئی سوال نہیں کم ہو یا زیادہ ہو سب حرام ہے۔ یہاں ایک علمی نکتہ بھی سمجھ لیں وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کسی گناہ کے بارہ میں یہ نہیں فرمایا کہ ایسا کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں صرف تبذیر کرنے والوں کے بارہ میں یہ ارشاد فرمایا کہ یہ شیاطین کے بھائی ہیں:

﴿ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین وکان الشیطن لربہ کفورا۝﴾ (۱۷-۲۷)

اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان نے بھی تبذیر کی تھی۔ جیسے مال میں تبذیر ہوتی ہے ایسے ہی دوسری نعمتوں میں بھی ہوتی ہے۔ سب سے بڑی نعمت انسان میں عقل ہے

بشرطیکہ عقل صحیح ہو، جب عقل صحیح ہوگی تو ایمان بھی کامل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جو عقل کی نعمت عطاء فرمائی اس نے اس کا غلط استعمال کیا۔ اس نعمت عظمیٰ کو ناجائز موقع پر استعمال کیا، اللہ تعالیٰ نے جب حکم فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو اس نے کہا کہ میں تو آگ سے پیدا ہوا ہوں اور یہ مٹی سے، آگ مٹی سے افضل ہے، افضل اپنے سے کم تر کو سجدہ تھوڑا ہی کیا کرتا ہے۔ اس مردود نے اللہ کے حکم کے مقابلہ میں اپنی عقل استعمال کی تو یہ عقل کی تبذیر ہوگئی۔ آج بھی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے سامنے اپنی باتیں چلاتے ہیں، یہ کیوں؟ یہ کیوں؟ یہ کیوں؟ یہ سب اخوان الشیاطین ہیں۔

اسراف سے بچنے کا نسخہ:

اپنے مصارف کو آمدن کے تحت رکھیں، بلکہ کبھی کسی ناگہانی ضرورت کے لئے کچھ جمع بھی رکھیں۔ کسی زمانے میں لوگوں میں قناعت تھی، صبر کا جوہر تھا، امراض و حوادث کم پیش آتے تھے، ایسے حالات میں تو اگر کوئی کچھ جمع نہ کرے بلکہ جو آیا خرچ کر دیا تو ایسا کرنا ٹھیک ہے۔ مگر اب زمانے کے حالات بدل گئے، اللہ پر توکل رہا نہیں، صبر ختم ہو چکا ہے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی وجہ سے طرح طرح کے حوادث اور امراض بہت بڑھ گئے، ان کی وجہ سے ذرا سی دیر میں ہزاروں روپئے خرچ ہو جاتے ہیں۔ ایسے میں احتیاط یہ ہے کہ جتنی آمدنی ہو وہ ساری خرچ نہ کرے بلکہ تھوڑا بہت بچانے کی کوشش کرے مگر بچانے سے مقصد حب مال نہ ہو بلکہ یہ نیت رکھے کہ خدانخواستہ اچانک کوئی ایسی ضرورت پیش آگئی کوئی حادثہ ہو گیا تو انسان دوسروں کا دست نگر نہ رہے۔ اس زمانے میں بھی جس کے قلب میں قوت ہو وہ کچھ نہ بچائے۔ بحمد اللہ تعالیٰ یہ میرے اللہ کا کرم ہے میرا یہی معمول رہا کہ جو آیا اسے آگے چلتا کر دیا۔ مجھے اپنے اللہ پر اعتماد ہے اگر خدانخواستہ کوئی حادثہ پیش آگیا تو غیر کی طرف نظر نہیں جائے گی، جس

اللہ نے پیدا کرنے کے وقت سے لے کر اتنی عمر تک ایسی شان سے رکھا، ایسے استغناء سے رکھا کبھی ذرہ برابر بھی غیر کی طرف توجہ نہیں جانے دی وہ اللہ آیندہ کیسے چھوڑ دے گا۔ جو اس پر بھروسا کرتے ہیں وہ ان کے لئے کافی ہے۔

چونکہ طبائع مختلف ہیں کچھ بچایا جائے یا نہیں اس کا انحصار ہر شخص کے حالات پر ہے۔ آج کل کی اکثریت کو تو دنیائے مردار کی محبت نے تباہ کر رکھا ہے۔ کسی نے کہا کہ آج کل کے مسلمان کے لئے ایمان، اسلام اور احسان کی تشریح کچھ نئی پیدا ہو گئی ہے۔ حدیث میں تو یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں عقائد بیان فرمائے، پھر پوچھا اسلام کیا ہے؟ تو اسلام کے ارکان بیان فرمائے، پھر پوچھا کہ احسان کیا ہے؟ تو فرمایا کہ ایسے خشوع و خضوع کے ساتھ عبادت کرے گویا کہ تو اللہ کو دیکھ رہا ہے۔ اصل میں ایمان، اسلام اور احسان کی تشریح یہ ہے، مگر اس زمانے میں مسلمان کے لئے ایمان کیا ہے؟ کھانا ملتا رہے، سوشلزم کے زمانے میں مسلمان "روٹی کپڑا" کے نعرے لگا رہے تھے، اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ جہاد کی برکت سے یہ طوفان رک گیا۔ سوشلزم کا بھوت دماغوں سے نکل گیا۔

اسلام کیا ہے؟ ہضم ہو جائے اگر پیٹ میں درد ورد ہونے لگا تو یہ مرا، ذرا تکلیف پہنچی اور کرنے لگا اللہ کے حق میں طرح طرح کی بکواس، اس کا اسلام جب ہی رہے گا کہ اسے تکلیف نہ ہو اور ہاضمہ وغیرہ صحیح رہے۔

احسان کیا ہے کہ اجابت وغیرہ صحیح طور پر ہو اور قبض ہو گیا تو اسلام کو چھوڑ دے گا۔

آج کل کے لوگوں کا حال تو یہ ہے اس لئے میں نے بتا دیا کہ تھوڑا تھوڑا بچا لیا کریں اگر نہیں بچایا اور کہیں کوئی ضرورت پیش آگئی تو معاذ اللہ! آج کا مسلمان اللہ کو گالیاں دینے لگے گا، کفر بکے گا اور جہنم کا ایندھن بن جائے گا۔

⑩⑩ برائیوں کو دیکھتے دیکھتے ذہن مسخ ہو گئے:

ایک بار مجلس وعظ کے دوران حضرت اقدس نے فرمایا:

بیٹھے بیٹھے ایک سبق اور بھی مل رہا ہے سبق تو ملتے رہتے ہیں نا، یہ دارالافتاء کا ایک چوزہ ہے اسے نیند بہت آتی ہے اور اللہ کے فضل سے بیٹھتے بھی میرے سامنے ہیں، جھومتے رہتے ہیں آنکھیں بند کرتے رہتے ہیں کبھی کبھی ان سے کہتا بھی ہوں کہ ایک طرف بیٹھ جایا کرو چھپ کر۔ مگر یہ بالکل سامنے بیٹھتے ہیں شاید یہ میری اصلاح کے لئے ایسے بیٹھتے ہیں۔ اس سے سبق یہ ملا کہ انسان ہر وقت جو چیز دیکھتا رہے دیکھتا رہے دیکھتا رہے تو پھر اس کی عادت پڑ جاتی ہے، اس کی قباحت ذہن سے نکل جاتی ہے۔

جب یہاں دارالافتاء کی یہ عمارت بن رہی تھی تو گٹر کی ہوا نکالنے کے پائپ عمارت کی پچھلی جانب کھڑے کرنے کی جگہ نہیں تھی، اس لئے سامنے ہی کھڑے کرنے پڑے، میں نے پلمبر سے کہا کہ یہ تو بہت برے لگ رہے ہیں۔ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کسی عامی سے بھی بہت حکمت کی بات کہلوا دیتے ہیں، انہوں نے کہا کہ ایک دو دن برے لگیں گے پھر ٹھیک نظر آئیں گے۔ واقعۃً قصہ یہی ہوا پتا بھی نہیں بالکل خیال تک بھی نہیں آتا کہ یہ برے لگ رہے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ بیرونی زینے کے سامنے جو کریانہ کی دوکان ہے انہوں نے دوکان کو کشادہ کرنے کے لئے سامنے دیوار کھینچی دیوار کو مضبوط کرنے کے لئے درمیان درمیان میں ستون بنائے جاتے ہیں جنہیں آپ لوگ پلر کہتے ہیں، چند فٹ کی دیوار میں دو یا تین پلر تھے وہ ٹیڑھے تھے، جب اس دیوار پر میری نظر پڑی تو مجھے بہت تکلیف ہوئی اتنی تکلیف کہ یا اللہ! میرا کیا بنے گا، زینے سے اترتے ہی ہر وقت نظر پڑے گی یہ تو دردِ سر بن گیا پھر وہ قصہ یاد آ گیا پلمبر والا کہ ایک دو دن کی بات ہے پھر ٹھیک ہو جائے گا چنانچہ واقعۃً ایسے ہی ہوا، اب یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ دیوار ہے بھی یا نہیں ٹیڑھی سیدھی تو دور کی بات ہے نا یہ بھی معلوم

نہیں کہ ہے بھی یا نہیں۔ اس سے ایسی حکمت ملی کہ جب بھی کہیں کوئی کہتا ہے کہ یہ چیز یہاں اچھی نظر نہیں آتی تو میں کہتا ہوں کہ ایک دو دن میں ٹھیک ہو جائے گی۔

اسی طرح ڈاڑھی منڈوں کو دیکھ دیکھ کر اچھے اچھے لوگوں کے ذہن بھی مسخ ہو گئے انہیں دیکھ کر تکلیف نہیں ہوتی ہر وقت دیکھتے رہتے ہیں نا، اسی پر دوسری برائیوں کو بھی قیاس کرلیں جیسے بے پردہ عورت پر کبھی ایک بار کہیں نظر پڑے تو بہت اچنبھا بڑی عجیب بات کیسی واہیات کیسی بے شرم ہے اور اگر رات دن وہی قصہ ہو رہا ہو تو بس ایک دو دن تکلیف ہوگی اس کے بعد نظر بھی نہیں آئیں گی ایسے ہی جیسے گدھے اور کتے پھر رہے ہوں کچھ پتا بھی نہیں چلے گا کہ کوئی عجیب بات ہے۔

ایک بزرگ کہیں جا رہے تھے دور سے گانے کی آواز کان میں پڑی سن کر اتنی تکلیف ہوئی کہ پیشاب میں خون آنے لگا، وہاں سے ان کا آنا جانا رہتا ہی تھا مجبور تھے کانوں میں انگلیاں ڈال کر آتے جاتے رہے آہستہ آہستہ عادت پڑ گئی اور انگلیاں ڈالنا بھی چھوڑ دیں۔ کسی نے پوچھا کہ کیا ہوا تو فرمایا کہ اب عادت ہو گئی۔

یہ بتانا چاہتا ہوں کہ منکرات حسیہ، منکرات طبعیہ، منکرات شرعیہ سب کا ایک ہی حال ہے بری چیزوں کو، ٹیڑھی چیزوں کو دیکھتے دیکھتے انسان کا مذاق بدل جاتا ہے ان کی برائی دل سے نکل جاتی ہے اور جہاں بری چیز کی برائی دل سے نکلی دنیا و آخرت دونوں تباہ اس لئے اس میں بہت اہتمام کرنا چاہئے بہت زیادہ کہ جہاں کوئی بری چیز دیکھیں اسے درست کرنے کی کوشش کریں، لباس پر، بستر پر، فرش پر، دیواروں پر کہیں کوئی داغ دھبا نظر آئے تو احساس ہونا چاہئے کہ یہ بری چیز ہے اسے مٹانے کی کوشش کریں۔ جب طبیعت ایسی بن جائے گی کہ طبعاً بری چیزیں بری محسوس ہونے لگیں گی تو پھر شرعی برائیاں بھی بری محسوس ہونے لگیں گی، اگر ادھر توجہ نہیں رہے گی، تو پھر شرعی منکرات کی برائی دماغ سے نکل جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ کبھی اچھا بھی سمجھنے لگیں اور خود بھی کرنا شروع کر دیں، اس کی بہت فکر رہے بہت فکر رہے برائی بہرحال برائی ہے

اسے دیکھ کر دماغ پر چوٹ لگے کہ یہ بہت بری چیز ہے اگر مجھے قدرت ہوتی تو میں اسے مٹا کر چھوڑتا اصلاح کر کے چھوڑتا، جب تک یہ داعیہ رہے گا ایمان ہے اور اگر یہ داعیہ ہی ختم ہوگیا کہ یہ کوئی بری چیز ہے اور مجھے قدرت ہوتی تو میں اصلاح کر دیتا یا آیندہ مجھے قدرت ہوگی تو اصلاح کروں گا یہ جذبہ ہی اگر ختم ہوگیا تو اس کے دل میں ایمان کا ذرہ بھی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صاف صاف فیصلہ ہے:

﴿من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف لایمان﴾ (مسلم)

"تم میں جو شخص گناہ کی بات دیکھے اس پر فرض ہے کہ اسے ہاتھ سے روک دے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے روک دے، اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے روکے اور یہ ایمان کا سب سے ادنی درجہ ہے۔"

جو بھی برائی کو دیکھے اسے روکنے کی کوشش کرے، اس کے کئی مدارج ہیں، اگر روکنے کی طاقت نہیں، زبان سے کہنے کی بھی طاقت نہیں تو دل میں پکا عزم کرے کہ اگر مجھے قدرت ہوتی تو مٹا کر چھوڑتا یا جب کبھی اللہ تعالیٰ مجھے قدرت دیں گے تو مٹا کر چھوڑوں گا جس کے دل میں اتنا سا داعیہ بھی نہ ہو تو اس میں ایمان کا ذرہ بھی نہیں، ایمان کے جتنے درجات ہیں ان میں کمزور سے کمزور یہ ہے کہ دل میں یہ پکا ارادہ رکھے کہ اگر قدرت ہوتی تو مٹا دیتا اور اگر آیندہ قدرت ہوگی تو مٹا کر چھوڑوں گا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ "دل میں برا سمجھے" دل میں برا سمجھنا کافی نہیں یہاں فلیغیر ہے یعنی "بدلے" اگر دل سے سے برا سمجھنا کافی ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے فلیکیرہ یعنی "برا سمجھے" دل سے بدلنے کا مطلب کیا کہ پکا ارادہ رکھے کہ اگر اب قدرت ہوتی تو بدل دیتا اور آیندہ جب بھی قدرت ہوئی تو بدلوں گا یہ ہے دل سے

بدلنا، اگر دل سے بھی نہیں بدلتا تو اضعف الایمان بھی اس کے دل میں نہیں۔

دل میں بدلنے کا عزم پیدا ہوا یا نہیں اس کا معیار کیا ہے، کیسے پتا چلے کہ دل میں بدلنے کا عزم ہے تو اس کا معیار دوسری حدیث میں ارشاد فرما دیا وہ یہ کہ اس کے چہرے سے پتا چل جائے کہ یہ اسے بدلنا چاہتا ہے جہاں قوت آئی تو لگا دے گا کراماتی طمانچہ اس کے چہرے سے پتا چلے کہ یہ کچھ کرنا چاہتا ہے کر کے چھوڑے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ”اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ فلاں شہر کو اس کے باشندوں سمیت الٹ دو۔ انہوں نے عرض کیا: ”اے رب! ان لوگوں میں تو تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے لحظہ بھر بھی تیری نافرمانی نہیں کی۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اس شخص پر اور دوسرے لوگوں پر شہر کو الٹ دو اس لئے کہ میرے دین کے سبب ایک گھڑی بھی اس کا چہرہ متغیر نہ ہوا (کھلے بندوں لوگ میری نافرمانیاں کرتے رہے مگر اس کے چہرے پر تیوری تک نہ آئی مداہن بن کر صرف اپنی عبادت میں مگن رہا)۔“ (بیہقی)

بھلا کسی کے ساتھ ایسی محبت کبھی دنیا میں دیکھی کہ محبوب کی نافرمانی دیکھ کر چہرے پر بل بھی نہ پڑے ذرا غور و فکر کریں کسی کے محبوب کی کوئی مخالفت کرے اسے برا بھلا کہے اس کی نافرمانی کرے اور عاشق صاحب بڑے مزے سے آرام سے بیٹھے رہیں، اسے درست کرنے کے لئے بے تابی پیدا نہیں ہوتی اگر زبان سے نہیں کہہ سکتا تو چہرے سے تو پتا چلے کہ اسے ناگواری ہو رہی ہے بے تاب ہے اگر دیکھنے والوں کو اتنا بھی پتا نہیں چلتا تو اس کے دل میں عشق نہیں فسق ہے، عشق کا دعوی بالکل غلط ہے۔

نویں جلد ختم آگے دسویں جلد

دوست دشمن سب ترے مجذوب قائل ہیں مگر
کوئی قائل ہے زباں سے کوئی قائل دل میں ہے

مجذوب

انوار الرشید

فقیہ العصر شیخ الحدیث مفتی اعظم

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم

کے

نصیحت آموز و بصیرت افروز ملفوظات و ارشادات

جن کے مطالعہ سے بیشمار لوگوں کی زندگیوں میں ایسا انقلاب عظیم
آگیا کہ وہ دنیا ہی میں جنت کے مزے لے رہے ہیں

پانچ ضخیم جلدیں